

سدا بہار نیک اعمال

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((استكثروا من الباقيات الصالحات)). قيل: وما هن يا رسول الله ﷺ؟ قال: ((التكبير، والتهليل، والتسبيح، والحمد لله، ولا حول ولا قوة الا بالله.)) (مسند أحمد)

”ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سدا بہار نیک اعمال کو کثرت سے سرانجام دو۔“ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون سے ہیں؟ ارشاد ہوا: اللہ اکبر، لا إله إلا الله، سبحان الله، الحمد لله، لا حول ولا قوة إلا بالله کا ورد کرنا۔“

ایمان اور عمل صالح

﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا﴾ [الأحزاب: ۷۲]

”ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر اس امانت کو پیش کیا تو انھوں نے (فطری) عدم صلاحیت کی بنا پر زبان حال سے اس کے اٹھانے سے انکار کیا، اور اس سے ڈرے، پھر انسان نے اس کو اٹھالیا، بے شک وہ ظالم اور نادان تھا۔“

آسمان بارِ امانت نتوانست کشید قرعہ فال بنام من دیوانہ زوند

ظالم و نادان دیوانہ عشق کی دوسری تعبیر ہے۔ ظالم، یعنی اپنی حد سے آگے بڑھ جانے والا، یہ صفت انسان کی عملی قوت کی بے اعتدالی کا اور جاہل و نادان ہونا اس کی عقلی و ذہنی قوت کی بے اعتدالی کا نام ہے۔ مظلوم کا مقابل عادل اور جہول کا مقابل عالم ہے۔ عدل اور علم جو بالفعل انسان کو حاصل نہیں۔ ان کو حاصل کرنے کے لیے اس کی عملی قوت میں عدل، یعنی میانہ روی اور اعتدال اور ذہنی قوت میں علم اور معرفت کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں عدل کا دوسرا نام ”عمل صالح“ اور علم کا دوسرا نام ”ایمان“ ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ [العصر: ۱-۳]

”زمانے کی قسم بے شک انسان گھائے میں ہے۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے۔“

یہ نقصان اور گھٹا وہی ظلم عملی اور جہل علمی ہے اور اس کا علاج ”ایمان“، یعنی علم صحیح اور ”عدل“، یعنی عمل صالح ہے۔ اس واقعے کی شہادت میں کہ انسانیت اس وقت تک گھائے اور ٹوٹے میں ہے جب تک اس کو ایمان اور عمل صالح کی توفیق نہ ملے۔ اللہ تعالیٰ نے زمانے کو پیش کیا ہے۔ زمانے سے مقصود وہ واقعات، حوادث اور آثار ہیں جو زمانے کے آغاز سے آج تک دنیا میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

کارلائل کے مشہور فقرے کے مطابق ”تاریخ صرف بڑے لوگوں کی سوانح عمریوں کے سلسلے کا نام ہے۔“ زمانہ کی تاریخ خود اس بات پر گواہ ہے کہ دنیا میں وہ تمام قومیں اور قوموں کے وہ تمام افراد ہمیشہ گھائے اور ٹوٹے میں رہے ہیں اور برباد و ہلاک ہوئے ہیں جو ایمان اور عمل صالح سے محروم تھے۔

(خطبات مدراس از سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ)

مسک احمد ریشکا داعی و ترجمان

الاعنصل

لاہور

یکے از مطبوعات دارالدعوة السلفية

شماره 34 جلد 65

مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلعوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی

کمپوزنگ

- رضا اللہ ساہو

0333-4786507

0344-4656461

جواہر پارے

کلمہ طیبہ

اداریہ

تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت..... (۱۸)

أربعین اعتقادی..... (۸)

توحید عبادت..... (۲) آخری

اپنی کہانی اپنی زبان..... (۱)

خود نوشت سوانح

مطالعہ کتب

تبصرہ کتب

وفیات

سدا بہاریک اعمال

ایمان اور عمل صالح

عزم معمم

تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت..... (۱۸)

أربعین اعتقادی..... (۸)

توحید عبادت..... (۲) آخری

اپنی کہانی اپنی زبان..... (۱)

خود نوشت سوانح

مطالعہ کتب

تبصرہ کتب

وفیات

(سید سلیمان ندوی)

(حافظ احمد شاہر)

(مولانا ارشاد الحق اثری)

(ریاض عاقب اثری)

(مولانا عبدالرحیم سلقی)

(مولانا عبید اللہ عقیف)

(حافظ طاہر اسلام مسکری)

(محمد سلیم چنیوٹی)

مولانا عبدالحمید رحمانی، مولانا رفیق سلقی (راہبالی)

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال سنج برانچ لاہور

فون نمبر : 042-3735 4406

فیکس نمبر : 042-37229802

رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی ہرچہ : 12/- روپے

سالانہ : 500/- روپے

بیرونی ممالک سے : 200/- ریال

60/- ڈالر امریکی

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یار ڈپرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

عزمِ مصمم

ہمارے علم کی حد تک اسلام کے نظام خلافت کا پورا نام خلافت علی منہاج النبوۃ ہوتا ہے، جس میں بنیادی تصور بلکہ نظریہ یہ ہوتا ہے کہ حاکم وقت اللہ تعالیٰ کا نائب، خلیفہ اور اس کی مخلوق پر اس کے نازل شدہ احکامات نافذ کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ اس کے معانی میں پھیلاؤ یا اس کے مطالب کا خیمہ..... Canvas..... وسیع ہوتا گیا اور زمانہ نبوت سے جوں جوں بعد ہوتا گیا بشری کمزوریاں بڑھتی گئیں اور بشری تقاضے نمایاں ہوتے گئے۔ لیکن اس نظام کی بنیاد وہی رہی کہ رب کی دھرتی پر رب کا نظام ہی چلے گا، جس کا اجمال قرآن حکیم کی صورت میں اور اس کی تفسیر حدیث کی شکل میں امت میں موجود رہی اور اس کی تفصیلات خلفائے اسلام کے حکومتی نظام میں موجود رہیں۔ مسلم امہ کے لیے اس کی ایک اہم افادیت یہ تھی کہ پوری امت کا ایک مرکز ہوتا تھا اور پوری امت کا باہمی رابطہ اس کا جزو اعظم تھا۔ اس میں حاکمیت صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ہوتی تھی اور جس کا سپریم لا Final Authority..... قرآن و سنت کو تسلیم کیا جاتا تھا۔

جیسا کہ گزشتہ سطور میں عرض کیا گیا کہ بشری تقاضے نمایاں ہوتے گئے، بشری کمزوریاں سامنے آتی گئیں لیکن انہیں نے خلافت کو..... دنیاوی..... بادشاہت کے طور پر متعارف کرایا، شخصی حکمرانی قرار دیا اور حقوق انسانی کی دہائی دے کر عمل گریز اور کمزور ایمان والے مسلمانوں کو ورغلا کر عوام کے حقوق کی حق تلفی باور کرائی حتیٰ کہ اس نظام کو انسانیت پر ظلم ظاہر کر کے اس کے متبادل دو نظماں حکومت متعارف کرائے جن میں حاکمیت عوام کو سونپ دی گئی، پھر ان نظماں کو خواہوں کا زیور پہنا کر خیالات کے تاج محل سجا کر ان کی چکا چند سے عوام کی آنکھیں چندھیا دیں اور عقل کو مفادات کا تابع بنا کر ان کے فہم کو اغراض کا غلام کر دیا۔

بات کی وضاحت شاید اس طرح زیادہ ہو جائے کہ دنیا میں قبل از اسلام ایک ہی نظام حکومت تھا، یعنی مطلق العنان بادشاہت، دین اسلام جو حق تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے نازل فرمایا اس نے نظام خلافت متعارف کرایا جس کی افادیت نے اقوام عالم کی آنکھیں کھول دیں کہ اس نظام کا خاصہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، انسان ہی نہیں تمام مخلوق کی خدمت اور حکمرانوں یعنی خلفاء کا احساس جواب دہی سے لرزاں و ترساں رہنا تھا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ نظام خلافت میں مسلم امہ کی وحدت یعنی تمام مسلم ریاستیں خلیفہ کی زیر نگیں اور خلیفہ اپنی رعایا کی فلاح و رفاه یعنی امن و امان، عدل و انصاف، معاشرتی مساوات اور بنیادی ضروریات..... خوراک، لباس، علاج..... کی فراہمی کا ذمہ دار ہوتا تھا جس کے نتیجے میں دسیسہ کاروں اور سازشیوں کی کامیابی کے امکانات نہ ہونے کے برابر رہ جاتے تھے۔

یہود کی جبلی خواہش اور صلیب کی نسل انسانی پر تفوق کی سیاسی ضرورت نے دسیسہ کاریوں کے رخنہ بند ہوتے دیکھے تو اس نے دو نئے نظماں حکومت متعارف کرا دیے۔ صدارتی اور پارلیمانی..... صدارتی نظام کو آپ بادشاہت کا چہرہ کہہ سکتے ہیں اور پارلیمانی نظام کو خلافت کی بھونڈی بلکہ دجالانہ نقل..... طاغوت نے ان دونوں نظماں میں طاقت کا سرچشمہ عوام کو قرار دیا۔ جب کہ خلافت میں طاقت کا سرچشمہ صرف حکم الہی ہوتا ہے۔ طاغوتی نظماں کا حکمران خود کو عوام کے سامنے جواب دہ سمجھتا ہے جب کہ خلافت میں خلیفہ کا دل عند اللہ مسئولیت کا احساس رکھتا ہے۔ اس احساس کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی رعایا کے ہر فرد کو احتساب کا حق دیتا ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔

اسلامی نظام یا اسلامی طرز حکومت کے عملاً دو حصے ہوتے ہیں: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ جب تک نہی عن المنکر کا نظام مؤثر نہ ہو، یعنی جب تک جملہ منکرات قابل دست اندازی پولیس نہ ہوں تب تک امر بالمعروف کے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو سکتے۔ جن ممالک یا علاقوں میں نہی عن المنکر کے بعد امر بالمعروف رہا ان ممالک میں جرائم کا گراف بھی دنیا بھر سے کم رہا اور امن و امان کی صورت حال بھی مثالی رہی اور منکرات شرعی حدود

و تعزیرات کا عملی نفاذ معاش و معیشت کی بہتری کی ایسی ضمانت ہے جس کو جھٹلانا ممکن ہی نہیں جو بعض مسلمان ممالک مغرب کے نام نہاد حقوق انسانی کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس سے بے اعتنائی کرنے لگے ہیں وہاں جرائم کا گراف بھی بڑھنا شروع ہو گیا ہے۔ وطن عزیز میں سراپا اخلاص اقامت دین کی جدوجہد میں سرگرم افراد و تنظیموں کی ناکامیابی اس کی واضح مثالیں ہیں۔ نبی عن المنکر سے پہلو تہی اور اس کی اہمیت کے بغیر اسلامی نظام کا نعرہ ایسے ہی ہے جیسے توحید کے بغیر عقائد کی درستگی کا دعویٰ۔

اغیار نے نظام خلافت کو موروثی بادشاہت کا چرہ بنا کر پیش کیا اور اس کو معتبوب گردانا حالانکہ کہاں بادشاہت کہ جس میں فرد واحد کا حکم اور خواہش، قانون اور کہاں خلافت کہ جس میں ہر حکم من جانب اللہ۔ دوسری طرف انھوں نے اسلام کے شورائی..... باہمی مشاورت..... کے نظام کو جمہوریت کی شکل میں پیش کیا جب کہ شورائی نظام میں مشاورت تو ہوتی ہے لیکن فیصلے کی قوت..... Decision Power..... امیر یا خلیفہ کے پاس ہوتی ہے۔ جب کہ جمہوریت میں فیصلہ اکثریت کی بنیاد پر کرنے کو ہی جمہوریت کہا جاتا ہے۔

جمہوریت کو خلافت کے قریب تر کرنے کے لیے ہی جنرل ضیاء الحق رحمہ اللہ نے آئین پاکستان میں ابتداءً قرار داد مقاصد کو اور پھر قرآن و سنت کو سپریم لا قرار دیا تھا۔ لیکن وطن عزیز میں قانون کے مطابق فیصلے کرنے والے اور قانون نافذ کرنے والے افراد و ادارے جو سلوک آئین کی دوسری شقوں کے ساتھ ہمیشہ سے کرتے رہے ہیں وہی حشر اس شق کے ساتھ بھی کرتے رہے اور اب تک ہو رہا ہے۔

اس طول بیانی کا مقصد صرف یہ ہے کہ جب تک حکومتی قوت نبی عن المنکر کا نظام مؤثر، مضبوط اور بے پلک نافذ نہیں کرتی تب تک وطن عزیز میں کسی مؤثر تبدیلی کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ منکرات کیا ہیں؟ اس کے لیے اسلامیات کی کسی ڈگری کی ضرورت نہیں۔

شُرک:..... یعنی قبروں پر سجدہ، استغاثہ استعانت لغیر اللہ وغیرہ۔ اس کی تعریف میں اگر کچھ اختلاف، تحفظات یا نکات ہوں تو علماء کا باہم مل کر ایک تعریف پر اتفاق ناممکنات میں سے نہیں۔

سود:..... اس کی حرمت پر امت میں سے شاید ہی کسی کو اختلاف ہو، چند سال قبل مصر کے چند متجددین نے..... اضعافا مضاعفة (دگنا چوگنا)..... اس کی قلت و کثرت کی بنیاد پر اس کی حرمت میں بعض رخنے ڈالے یا جھرنے نکالے تھے لیکن دور حاضر کے ”فقہاء“ باب الحیل..... حیلہ سازیوں..... سے جو دور کی کوٹیاں لائے ہیں وہ ان متجددین کو بھی نہ سوجھی تھیں۔ دور حاضر کے فقہاء نے ایک نام نہاد شریعہ بورڈ تشکیل دیا ہوا ہے جو بھاری معاوضوں پر بینک کاروں کو مشورہ دے کر سود کو جواز مہیا کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کے احکامات بالکل واضح ہیں اور بینکنگ کا پہلا اصول ہی..... No Risk..... کوئی بھی خطرہ..... یعنی نقصان کا..... مول نہ لینا ہے اور تعلیمات دینیہ نے ہمیں مختصر لفظوں میں فرما دیا ہے کہ جس میں نفع و نقصان دونوں ہوں وہ تجارت ہے اور جس میں نقصان کا احتمال ہی نہ ہو وہ سود ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی حرمت قبول کر لیں پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ ہمارے یہ قرضے کس طرح ادا کیے جانے کا سامان فرماتا ہے۔

منشیات اور جوا:..... اس کے بارے میں قرآن حکیم کے احکام سے کون سا مسلمان لاعلم ہے لیکن اس کے باوجود مسلمان حکومتیں بھتہ..... یعنی ٹیکسز..... لے کر آنکھیں موندھ لیتی ہیں۔

فحاشی، بے حیائی اور زنا:..... آقائے ولی نعمت کے اشارے پر نامشرف دور حکومت میں مفتیان جمہوریت..... اراکین پارلیمنٹ..... رضاد عدم رضا کی چچ لگا کر حقوق نسواں نامی بل کو پاس کر چکے ہیں کیا یہ ترمیم تیسری بار وزیراعظم بننے پر پابندی کی ترمیم کی طرح منسوخ نہیں کی جاسکتی؟ اس ترمیم کو منسوخ کر کے اسلامی تعزیرات کے نفاذ کا اعلان کرنے ہی سے اس برائی کی جرأت ختم ہو جائے گی اور اس پر عمل درآمد سے معاشرہ باعزت، پرسکون اور باوقار ہو جائے گا۔

تو قارئین کرام ہم سب کو اس بات کا عہد اور مصمم ارادہ کرنا ہے کہ ہم..... علما تو جانتے ہی ہیں..... عملاً احکام الہی پر ایمان لے آئیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ ”اگر تم اللہ کی مدد..... اس کے احکام مان کر..... کرو گے تو وہ تمھاری مدد کرے گا۔“

تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت

مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ

آپ کو ملامت کرو۔“
یہاں بھی یہ معنی کیے گئے ہیں کہ میں نے تمہیں بلا دلیل و حجت بلایا تم نے میری دعوت کو قبول کر لیا۔ (تاویل اہل السنۃ از ماتریدی)
﴿بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَٰغِيْنَ﴾ ”طغی“ کے معنی ہیں بے حد سرکشی اور حد سے تجاوز کرنا، چنانچہ یہاں معنی یہ ہوا کہ تم نے ایمان کے بدلے کفر اور ہدایت کے بدلے گمراہی اختیار کی تھی۔
فرعون کے بارے میں ہے: ﴿اِنَّهٗ طَغٰی﴾ [طہ: ۲۴، ۴۳۔
النازعات: ۱۷] ”بے شک وہ سرکش ہو گیا ہے۔“
طاغین کا انجام جہنم ہے جیسا کہ سورۃ النباء (آیت: ۲۲) اور سورۃ ص (آیت: ۵۵) میں ہے۔
اس وصف سے متصف قومیں، جیسے: آل فرعون، قوم نوح، قوم ثمود، اللہ کے عذاب میں دھری گئیں۔

﴿فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا اِنَّآ لَذٰلِكَ قَوْمٌ ۝۱۰ فَاَغْوَيْنَاكُمْ ۝۱۱ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝۱۲ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝۱۳ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ۝۱۴﴾

[الصّٰفّٰت: ۳۱-۳۴]

”سو ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہو گئی۔ بے شک ہم یقیناً چکھنے والے ہیں۔ سو ہم نے تمہیں گمراہ کیا، بے شک ہم خود گمراہ تھے۔ پس بے شک وہ اس دن عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔ بے شک ہم مجرموں کے ساتھ ایسے ہی کیا کرتے ہیں۔“

﴿قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ زیر دستوں اور تابعداروں کے اعتراض کے جواب میں لیڈر اور پیشوا خفت مٹانے کے لیے کہیں گے: تم تو ایمان دار ہی نہ تھے ہم نے تمہیں گمراہ کیسے کیا؟ جب تم پہلے سے بلا دلیل کفر میں پھنسے ہوئے تھے تو تم اسی پر جھے رہے ہمارا اس میں کوئی قصور نہیں۔

﴿وَمَا كُنَّا لَنَا عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ﴾ بلکہ اس کے بعد وہ یہ جھوٹ بھی کہیں گے کہ ہمارا تمہارے اوپر کوئی غلبہ نہ تھا کہ ہم تمہیں حق سے پھیر سکتے۔ حالانکہ ہر دور میں متکبرانہ کفر نے ضعفاء اور غرباء کو ظلم و ستم کی چکی میں پیسا اور ان کی چودھراہٹ کا دباؤ ضعفاء کے ایمان میں رکاوٹ بنا۔ جس کا اظہار ضعفاء کی طرف سے سورۃ سبا میں بیان ہوا ہے۔ اور بعد کی آیت سے بھی ان کے اس جھوٹ کی قلعی کھل رہی ہے جس میں ان کا یہ اقرار بیان ہوا ہے:

﴿فَاَغْوَيْنَاكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝۱۰﴾ [الصّٰفّٰت: ۳۲]

”سو ہم نے تمہیں گمراہ کیا، بے شک ہم خود گمراہ تھے۔“

﴿سُلْطٰنٍ﴾ کے معنی جت و دلیل بھی ہے، یعنی ہماری تم پر کوئی جت و برہان نہ تھی کہ جس سے متاثر ہو کر تم نے کفر اختیار کیا۔ بلکہ ہم نے تو صرف تمہیں کفر کی دعوت دی تھی تم اپنی مصلحت اور مفاد میں ہمارے ساتھ لگے رہے۔ شیطان بھی قیامت کے روز کہے گا:

﴿وَمَا كُنَّا لَیْ عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْنٰكُمْ فَاَسْتَجَبْتُمْ لَیْ فَلَآ تُلُوْا مُوْبِیْنَ وَّلَوْ مَوَّآ اَنْفُسَكُمْ﴾

[ابراہیم: ۲۲]

”میرا تم پر کوئی غلبہ نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں بلایا تو تم نے میرا کہا مان لیا، اب مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے

کہیں گے کہ ہم نے تمہیں گمراہ کیا تھا بلکہ پیشوا اور راہنما رب تعالیٰ کے سامنے بھی اس کا اعتراف کریں گے:

﴿قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ كَمَا أَغْوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ﴾ [القصص: ۶۳]

”وہ لوگ کہیں گے جن پر بات ثابت ہو چکی، اے ہمارے رب! یہ ہیں وہ لوگ جنہیں ہم نے گمراہ کیا، ہم نے انہیں اسی طرح گمراہ کیا جیسے ہم گمراہ ہوئے، ہم تیرے سامنے بری ہونے کا اعلان کرتے ہیں، یہ ہماری تو عبادت نہیں کرتے تھے۔“

علامہ راغب فرماتے ہیں کہ ان آیات کا مفہوم یہ ہے:

”کفار کہیں گے ہم نے ان کے ساتھ انتہائی مخلصانہ سلوک کیا تھا جو ایک انسان اپنے دوست سے کر سکتا ہے کیونکہ انسان کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے دوست کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو وہ کہیں گے کہ ہم نے انہیں اپنی طرف سے فائدہ پہنچایا اور انہیں اپنے جیسا سمجھا تھا۔“

یعنی دنیا میں تو ہم اپنے آپ کو گمراہ سمجھتے نہیں تھے، اس لیے ہم نے انہیں اپنا ہم نوا بنایا۔ آنکھیں تو اب کھلی ہیں کہ ہم گمراہ تھے۔ لہذا ہم اقرار کرتے ہیں کہ ان کو ہم نے گمراہ کیا۔

ضرورت رشتہ

لڑکا انجینئر، عمر ۲۶ سال، خوب صورت و دراز قد، پوش ایریا میں رہائش، کے لیے تعلیم یافتہ، دراز قد لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

معرفت امیر حمزہ طور

فون: 0333-8112611

یہ نتیجہ ہے سرکشی اور اللہ تعالیٰ کی حد سے تجاوز کرنے کا۔ چنانچہ وہی لیڈر اور پیشوا کہیں گے کہ اس الزام تراشی کا کوئی فائدہ نہیں، ہم بھی تمہاری طرح گمراہ تھے ہمارے بارے میں ہمارے رب کا فرمان سچا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد وہ بات ہے جو شیطان لعین کے چیلنج کے جواب میں فرمائی گئی تھی:

﴿قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْذُوءًا مَّذْحُورًا لَسَنَ تَبْعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ﴾

[الأعراف: ۱۸]

”فرمایا اس سے نکل جا، مذمت کیا ہوا، دھڑکا رہوا، بے شک ان میں سے جو تیرے پیچھے چلے گا میں ضرور ہی جہنم کو تم سب سے بھر دوں گا۔“

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقُولُ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَبِمَنْ تَبْعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ﴾ [ص: ۸۵، ۸۴]

”فرمایا پھر حق یہ ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں کہ میں ضرور بالضرور جہنم کو تجھ سے اور ان سب لوگوں سے بھر دوں گا جو ان میں سے تیری پیروی کریں گے۔“

اس لیے اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کے مطابق ہم یقیناً عذاب پہنچنے والے ہیں۔

﴿فَأَغْوَيْنَاكُمْ﴾ الغوی ”الغی“ سے ہے اور الغی اس جہالت کو کہتے ہیں جو غلط اعتقاد پر مبنی ہو۔ کیونکہ جہالت کبھی تو عقیدے پر مبنی ہوتی ہے اور کبھی عقیدے کو اس میں دخل نہیں ہوتا۔ پہلی قسم کی جہالت کا نام ”الغی“ گمراہی ہے۔ (مفردات)

الغی، الرشک کی ضد ہے:

﴿قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ [البقرة: ۲۵۶]

”بلاشبہ ہدایت گمراہی سے صاف واضح ہو چکی ہے۔“

دنیا میں کفار و مشرکین خود کو گمراہ نہیں سمجھتے تھے۔ مگر قیامت کے روز جب آنکھیں کھل جائیں گی تو اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے اور

اربعین اعتقادی

درس
حدیث

۷

فرائد الفوائد في جمع الأربعين من أحاديث العقائد

باب: معرفة توحيد الأسماء والصفات ،
وقول الله تعالى:

﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمُنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾

[الحشر: ۲۲-۲۴]

وقوله تعالى:

﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾

[الأعراف: ۱۸۰]

۸: عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال:
((إن لله تسعة وتسعين اسماً مائة إلا
واحداً، من أحصاها دخل الجنة.))

(صحيح بخاري، رقم الحديث: ۷۳۹۲، صحيح

مسلم، رقم الحديث: ۲۶۷۷)

توحيد اسماء وصفات کی پہچان:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو ہر چہی اور کھلی
چیز کو جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا، نہایت مہربان

ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بادشاہ،
سب عیوب سے پاک، سلامتی والا امن دینے والا، نگہبان،
غالب، زور آور اور بڑائی والا ہے، پاک ہے اللہ اس سے جو
وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ وہی اللہ ہے جو پیدا کرنے والا،
وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا، اسی کے لیے نہایت اچھے
نام ہے۔ اس کی تسبیح ہر وہ چیز کرتی ہے جو آسمانوں اور زمین
میں ہے اور وہی غالب، کمال حکمت والا ہے۔“

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

”اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں، سو تم اللہ تعالیٰ کو ان
ناموں سے پکارو اور ایسے لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں
میں کج روی اختیار کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کیے کی
ضرور سزا ملے گی۔“

۸: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، یعنی سو سے ایک
کم، جو کوئی ان ناموں کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

فوائد:

۱: جو نام اور صفات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کیں، یا اس
کے رسول محمد ﷺ نے اللہ کے بارے میں بیان کیں، ان پر بغیر
تحریف، بغیر تعطیل، بغیر تکلیف اور بغیر تمثیل کے ایمان لانا توحید
اسماء وصفات ہے۔

۲: مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء وصفات کا ذکر ہوا ہے۔
یہ اللہ تعالیٰ کے لیے بغیر کسی تحریف و تعطیل اور بغیر کسی تمثیل

یہ حدیث اللہ کے اسماء کو ننانوے ناموں میں منحصر کرنے کی دلیل نہیں ہے بلکہ اللہ کے نام اس تعداد سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ننانوے نام ایسے ہیں جو انھیں یاد کرے گا اس کے لیے جنت ہے۔ بعض روایات میں (۹۹) ننانوے ناموں کی تفصیل وارد ہے (ترمذی، حدیث نمبر: ۳۵۰۷)۔ لیکن یہ روایت استنادی طور پر ضعیف ہے۔ البتہ بعض علماء نے جہدِ بلیغ سے اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام کتاب و سنت سے ثابت کیے ہیں۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: کتاب التوحید، ص: ۱۸۸ از امام تجاری ترجمہ و فوائد حافظ عبدالستار الحماد رحمہ اللہ، والطريقة المثلى لإحصاء أسماء الله الحسنى، إعداد: الشيخ غريب بن محمد علي)

ضروری اعلان

- ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور میں مضامین ارسال کرنے والے خواتین و حضرات درج ذیل باتوں کا ضرور خیال فرمایا کریں:
- ⊙ مضمون کاغذ کی ایک طرف لکھا ہو، صاف ستھرا اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔
 - ⊙ مضمون مدلل، باحوالہ، آیت، حدیث اور کتب کے نام و صفحہ نمبر مکمل تحریر فرمائیں۔
 - ⊙ جلسوں، کانفرنسوں کے اشتہارات یا اعلانات بھیجنے والے احباب اس کا اعلان جلسہ یا کانفرنس کے انعقاد سے پندرہ دن پہلے ارسال کر دیا کریں، نیز ان جلسوں یا تقاریب کی رپورٹ وغیرہ شائع کرنے سے ادارہ قاصر ہے۔
 - ⊙ مضمون ارسال کرنے والے شائع ہونے کے لیے اپنی باری کا انتظار کیا کریں نیز غیر معیاری مضامین کی اشاعت سے اداہ معذرت خواہ ہے۔ امید ہے قارئین دفتر الاعتصام سے تعاون کریں گے۔ (منیجر)

وتکلیف کے ثابت ہیں۔ ان میں تاویل کرنا بھی جائز نہیں۔
 ۳: رب ذوالجلال کو اچھے اچھے ناموں سے پکارنا چاہیے جو اس نے خود یا اس کے نبی ﷺ نے بیان فرمائے۔
 ۴: اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد کرنا حرام ہے۔ الحاد کے لغوی معنی کسی ایک طرف مائل ہونا اور کسی چیز سے اعراض کرنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات میں الحاد سے مراد ان کے حقیقی اور صحیح معانی سے اعراض کر کے ان کو باطل معانی کی طرف پھیرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات میں الحاد (کج روی) کی کئی صورتیں ہیں:
 ۱..... اللہ تعالیٰ کے ناموں میں تبدیلی کر کے بتوں کے نام رکھ دیے جائیں۔ جیسے مشرکین نے ایک بت کا نام الہ سے لات، عزیز سے عززی اور منان سے مناة رکھا ہوا تھا۔

ب..... اللہ تعالیٰ کے ایسے نام رکھ لینا جو اس کے شایان شان نہیں ہیں، جیسے عیسائیوں نے اللہ عز وجل کو اب اور فلاسفہ اسے ”موجب“ یا ”علت فاعلہ“ کا نام دیتے ہیں۔

ج..... اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت بیان کرنا جس سے وہ منزه ہے جیسے یہودیوں نے کہا: اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں (نعوذ باللہ) وغیرہ ذلک
 د..... اسماء و صفات الہیہ کے معانی و حقائق کا انکار کر دینا، جیسے جہمیہ کا قول ہے کہ یہ محض الفاظ ہی ہیں، صفات اور معانی کو شامل نہیں ہیں۔ ان کے ہاں سمیع سماعت پر، بصیر بصارت پر اور حی حیات پر دلالت نہیں کرتے۔

ه..... اسماء و صفات میں تاویل یا تعطیل یا تشبیہ سے کام لینا جیسے معتزلہ، معتطلہ اور مشبہ و مثلہ جیسے گمراہ فرقوں کا منہج ہے۔

۵: اسماء و صفات الہیہ میں الحاد کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت وعید ہے۔

۶: حدیث مذکور میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام یاد کرنے پر جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔

توحید عبادت

مسلمانوں کا امتیازی نشان

مولانا عبدالرقيب سلفی

توحید اسماء و صفات:

توحید اسماء و صفات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ اور صفات علیا پر ایمان رکھا جائے جو قرآن و حدیث کے اندر مذکور ہیں، جیسے اللہ، علیم، قدیر، جی، قیوم، رحمن، رحیم، حکیم، سمیع، ملک، قدوس، سلام، مومن، مہیمن، عزیز، جبار، متکبر، عرش پر مستوی اور ملک کو محیط ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ نہ اس کو نیند آتی ہے نہ اونگھ، اس کے ہاتھ پاؤں ہیں مگر ہمارے جیسے نہیں ہیں۔ اس کی خبر کے مطابق اس کی حالت معلوم ہے کیفیت مجہول ہے اور ان تمام اسماء و صفات کے اندر اور ان کے علاوہ جو دوسری صفتیں قرآن و حدیث کے اندر موجود ہیں، ان میں کسی طرح کی تاویل، تحریف، تعطیل، تشبیہ اور الحاد حرام ہے۔ یہی سلف کا مسلک ہے۔

کسی آدمی کے مسلمان ہونے کے لیے یہ توحید کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لازم یعنی توحید عبادت کی بجا آوری بھی ضروری ہے۔ کفار عرب عام طور سے اس کے معترف تھے، اگرچہ کچھ لوگوں سے بعض صفات کا انکار بھی منقول ہے، مثلاً یہ لوگ کہا کرتے تھے:

”لا نعرف الرحمن إلا رحمن الیمامة۔“

”ہم لوگ یمامہ کے رحمن کے علاوہ کسی اور رحمن کو نہیں

جانتے۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کے اس انکار کی تصدیق کی ہے اور

فرمایا ہے:

﴿وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ﴾ [الرعد: ۳۰]

”یہ لوگ رحمن کا انکار کرتے ہیں۔“

اس انکار کی بنیاد محض جہالت، حماقت اور بغض و عناد تھی ورنہ فی الحقیقت وہ اس کے بھی منکر نہیں تھے۔ اس دعوے کی دلیل ان کے جاہلی دور کے وہ اشعار ہیں جن میں رحمن کا لفظ موجود ہے، مثلاً ان کا ایک جاہلی شاعر کہتا ہے ع

ما يشأ الرحمن يعقد و يطلق

”جو رحمن چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور ہوگا۔“

زہیر نے کہا ہے۔

فلا تكتمن الله ما في نفوسكم

ليخفى و مهما يكتنم الله يعلم

”تم لوگ اپنا حال دل اللہ سے اس غرض سے مت چھپاؤ کہ

وہ چھپ جائے گا، بلکہ جب بھی تم چھپاؤ گے اللہ اسے جان

لے گا۔“

علامہ حافظ ابن کثیر نے بھی اسی سبب کے پیش نظر ان لوگوں کے اس انکار کو کفر کے اندر حد سے بڑھی ہوئی سرکشی اور عناد و تمرد قرار دیا ہے۔

الغرض توحید اسماء و صفات کے باب میں ان لوگوں سے صرف رحمن کا انکار ثابت ہے، اگر وہ اس کے علاوہ کسی اور صفت یا تمام صفات کے منکر ہوتے تو وہ بھی منقول ہوتا۔ اور اس طرح ان لوگوں نے توحید عبادت کی تردید نبی ﷺ پر کی، اس کی بھی کرتے مگر اس طرح کی کوئی بات ان سے منقول نہیں ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس کے معترف تھے۔ اور اللہ کی ذات اور اس کے اسماء و صفات پر ایمان رکھتے تھے۔ برخلاف اس کے توحید الوہیت کا انکار کرتے تھے

جسے قرآن نے بھی نقل کیا ہے:

﴿أَجْعَلِ الْآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ ۝﴾

[ص: ۵]

یعنی یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ اس نے سارے معبودوں کو چھوڑ کر ایک ہی معبود بنالیا۔

توحید عبادت:

توحید عبادت کی بنیاد محبت، الفت، خوف، خشیت، اللہ پر توکل، انابت و رغبت کے ساتھ خالص اللہ کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر پر ہے۔ بلکہ دیگر تمام عبادتیں صرف اللہ وحدہ لا شریک کے لیے مخصوص ہیں، ان میں کسی دوسرے کا کوئی حق نہیں ہے، خواہ وہ کوئی مقرب فرشتہ ہو یا نبی مرسل۔

مندرجہ ذیل تمام آیات اسی توحید پر مشتمل ہیں:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ [الفاتحة: ۴]

”ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔“

﴿فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا

تَعْمَلُونَ ۝﴾ [ہود: ۱۲۳]

”اسی کی عبادت کرو، اسی پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب

تمہارے اعمال و افعال سے بے خبر نہیں ہے۔“

﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝﴾

[التوبة: ۱۲۹]

”اگر وہ لوگ اعراض کرتے ہیں تو آپ کہہ دیجیے کہ مجھے اللہ

کافی ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی۔ اسی پر میں بھروسہ کرتا

ہوں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔“

اسی طرح یہ آیات ملاحظہ فرمائیں:

﴿رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ

وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۝﴾

[مریم: ۶۵]

”آسمان وزمین اور ان دونوں کے درمیان کی چیزوں کا مالک ہے، اس لیے اسی کی عبادت کرو اور اس کی بندگی پر صبر کرو کیا تم کو اس کی کوئی نظیر معلوم ہے۔“

﴿عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝﴾ [ہود: ۸۸]

”میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔“

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ

بِحَمْدِهِ وَكَفَى بِهِ ذُنُوبٍ عَبِيدَهِ خَبِيرًا ۝﴾

[الفرقان: ۵۸]

”اس زندہ ہستی پر اعتماد کرو جو مردہ نہیں ہوگا، اسی کی حمد و تسبیح

پڑھو اور اس کو کافی ہے کہ وہ اپنے بندے کے کالے کرتوت

سے باخبر ہے۔“

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝﴾

[الحجر: ۹۹]

”موت آنے تک اپنے رب کی عبادت کرو۔“

یہ اور اس طرح کی بے شمار آیتیں اس بات کی شاہد ہیں کہ تمام عبادتیں اللہ کے لیے مخصوص ہیں اور اس میں کسی دوسرے کا کوئی حق نہیں ہے۔

یہ توحید عبادت دین اسلام کا اول و آخر، ظاہر و باطن، رسولوں کی دعوت کا بنیادی نقطہ، مرکزی محور اور لا الہ الا اللہ کا مطلوب و مقصود ہے۔

کیونکہ اللہ وہی ہے جس کی عبادت محبت، خشیت اور تعظیم و تکریم کے ساتھ

کی جاتی ہے اور ہر قسم کی عبادت کا سزاوار وہی ہے۔ اسی توحید پر عمل

کرنے کے لیے مخلوقات کی تخلیق ہوئی، رسولوں کی بعثت ہوئی، کتابیں

نازل ہوئیں، دنیاۓ انسانیت دو حصوں میں بٹ کر مومن و کافر کے نام

سے موسوم ہوئی۔ نیک بخت جنتی اور بد بخت جہنمی ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝﴾ [البقرة: ۲۱]

”اے لوگو! اللہ کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“

یہ قرآن کا پہلا حکم ہے۔

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾ [المؤمنون: ۲۳]
 ”ہم نے نوح کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا تو انھوں نے لوگوں سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمھارا کوئی معبود نہیں ہے۔“

یہ دنیا میں شرک کے ظہور کے بعد سب سے پہلے رسول کی دعوت ہے۔ ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

﴿اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾ [ہود: ۶۱]
 ”اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے۔“

شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

﴿اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾

[الاعراف: ۸۵]

”اللہ کی عبادت کرو اس کے علاوہ تمھارا کوئی معبود نہیں۔“

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ [الانعام: ۷۹]
 ”میں نے موحد بن کر اپنی توجہ کامرکز اس ذات کو بنایا ہے جس نے آسمان و زمین کی تخلیق کی ہے اور میں مشرک نہیں ہوں۔“

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ [الأنبياء: ۲۵]
 ”ہم نے آپ سے قبل کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر ہم نے اس کے پاس وحی بھیجی کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر میں، اس لیے میری ہی عبادت کرو۔“

﴿وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا﴾

أَجْعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ﴿۵﴾

[الزخرف: ۴۵]

”اے نبی ﷺ! آپ ان لوگوں سے پوچھیے جن کے پاس ہم نے آپ سے پہلے رسولوں کو بھیجا، کیا ہم نے رحمن کے علاوہ بہت سارے معبود اُن کے لیے بنائے جن کی وہ عبادت کریں۔“

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

[الذاریات: ۵۶]

”میں نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔“

نبی کریم ﷺ کے بارے میں جب قیصر روم ہرقل نے ابوسفیان سے یہ سوال کیا کہ وہ تم لوگوں سے کیا کہتے ہیں، تو اس کا جواب ابوسفیان نے دیا کہ وہ کہتے ہیں اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور تمھارے باپ دادا جو کہتے ہیں اسے چھوڑ دو۔

نبی کریم ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ایک قوم کے پاس داعی بنا کر بھیجا تو ان کو وصیت کی تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو اور تمھاری دعوت کی ابتدا لا الہ الا اللہ کی شہادت سے ہونی چاہیے۔ اور ایک روایت میں ہے:

((ان یوحداوا اللہ .))

”لوگ اللہ کو ایک مانیں۔“

یہی توحید مکلف بندے کا سب سے پہلا فرض ہے اس میں فکر و تردد اور شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں جیسا کہ ان لوگوں کا خیال ہے جو بعثت انبیاء کے مقصد اور حقیقت سے بے خبر ہیں۔ یہ پہلا اور آخری واجب ہے اور سب سے پہلی بات ہے جس کے ذریعے انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے اور آخری متاع سفر ہے جس کے ساتھ وہ اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((من کان آخر کلامه لا إله إلا الله دخل

(الجنة .))

”جس کی آخری بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

اور ایک روایت میں ہے:

((امرت ان اقاتل الناس حتی يشهدوا أن لا

إله الا الله وان محمدا رسول الله .))

”مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ لوگ لا

الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت دے دیں۔“

قرآن حکیم نے اس توحید کو پوری وضاحت و صراحت کے ساتھ

بیان کیا ہے۔ بار بار تذکرہ کیا ہے اور اس کی مثالیں پیش کی ہیں قرآن

کی ہر سورت میں اس توحید کی طرف راہنمائی موجود ہے۔

توحید کی اس قسم کا نام توحید الہیت ہے، اس لیے کہ اس کی بنیاد

اخلاص و عبادت پر ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے حد درجہ محبت کا نام ہے جو

اخلاص عبادت کو مستلزم ہے اور یہی وجہ اس کے توحید عبادت ہونے کی

ہے۔ توحید ارادہ بھی ہے، اس لیے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت

کے لیے اخلاص ضروری ہے اور اس کی خاطر ارادہ لازم ہے۔

اور توحید عمل بھی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کو خالص

کرنے پر اس کی بنیاد ہے:

﴿فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۝﴾ [الزمر: ۲]

”اللہ کی عبادت کرو اس کے لیے اطاعت کو خالص کر کے۔“

﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ

الدِّينَ ۝ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ۝﴾

[الزمر: ۱۱، ۱۲]

”آپ کہہ دیجیے مجھے خالص اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے

اور مجھے پہلا مسلمان بننے کا حکم ملا ہے۔“

﴿قُلِ اللَّهُ أَعْبَدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ۝ فاعْبُدُوا مَا

شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ﴾ [الزمر: ۱۴، ۱۵]

”آپ کہہ دیجیے میں تو مخلص بن کر اللہ کی عبادت کرتا ہوں،

تم لوگ اس کے علاوہ جس کی پوجا چاہو کرو۔“

﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ

مُتَشَاكِسُونَ ۝ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا

الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝﴾ [الزمر: ۲۹]

”اللہ نے ایک آدمی کی مثال بیان کی جس میں ایک

دوسرے سے جھگڑنے والے کئی شریک ہیں اور ایک اور

آدمی کی جو سالم ایک ہی آدمی کا ہے، کیا دونوں مثال میں

برابر ہیں؟ سب تعریف اللہ کے لیے ہے، بلکہ ان کے اکثر

نہیں جانتے۔“

﴿قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ

أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضِرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي

بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَتُ رَحْمَتِهِ﴾ [الزمر: ۳۸]

”کہہ تو کیا تم نے دیکھا کہ وہ ہستیاں جنہیں تم اللہ کے سوا

پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو

کیا وہ اس کے نقصان کو ہٹانے والی ہیں؟ یا وہ مجھ پر کوئی

مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اس کی رحمت کو روکنے والی ہیں؟“

﴿أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ قُلْ أَوَلَوْ

كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ۝ قُلْ لِلَّهِ

الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا﴾ [الزمر: ۴۳، ۴۴]

”یا انھوں نے اللہ کے سوا کچھ سفارشی بنالیے ہیں۔ کہہ دے

کیا اگرچہ وہ کبھی نہ کسی چیز کے مالک ہوں اور نہ عقل رکھتے

ہوں۔ کہہ دے شفاعت ساری کی ساری اللہ ہی کے اختیار

میں ہے۔“

﴿قُلْ أَغْيَرَ اللَّهُ تَأْمُرُ وَنَنِي أَعْبُدُ إِلَٰهَهَا

الْجَاهِلُونَ ۝ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ

لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ

الْخَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهُ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝﴾

[الزمر: ۶۴-۶۶]

”کہہ دے پھر کیا تم مجھے غیر اللہ کے بارے میں حکم دیتے ہو کہ میں (ان کی) عبادت کروں اے جاہلو! اور بلاشبہ یقیناً تیری طرف وحی کی گئی اور ان لوگوں کی طرف بھی جو تجھ سے پہلے تھے کہ بلاشبہ اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو یقیناً تیرا عمل ضرور ضائع ہو جائے گا اور تو ضرور بالضرور خسارہ اٹھانے والوں سے ہو جائے گا۔ بلکہ اللہ ہی کی پھر عبادت کر اور شکر کرنے والوں سے ہو جا۔“

قرآن کی تمام سورتیں اس توحید کی طرف دعوت دیتی ہیں، اسی کا حکم کرتی ہیں اور اسی طرف راہ پانے والے شکوک و شبہات کا دروازہ بند کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان انعامات و اکرامات کا تذکرہ کرتی ہیں جس سے وہ اپنے موحد بندے کو نوازے گا اور اس دردناک عذاب کو بتاتی ہیں جو اس توحید کے مخالفین کے لیے اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھے ہیں۔ قرآن کی ہر سورت اس توحید کی داعی اور شاہد ہے، اسی پر مشتمل ہے، اس لیے کہ قرآن میں یا تو اللہ کے اسماء و صفات کی خبر ہے اور یہ توحید ربوبیت اور توحید اسماء و صفات ہے اور توحید عبادت اس کو مستلزم اور متضمن ہے، یا پھر اللہ وحدہ لا شریک لہ کے لیے عبادت کی دعوت ہے غیروں کی عبادت سے بیزاری کا اعلان ہے۔ اقسام عبادت کا حکم اس کی تاکید اور اس کی مخالفت سے ممانعت ہے۔ اور اسی کا نام توحید الہیت و عبادت ہے جو پہلی دونوں قسموں کو مستلزم اور متضمن ہے یا موحدین کی عبادت گزاری، اطاعت شعاری اور دنیا میں یا آخرت میں ان کی عزت و کرامت اور قدر و منزلت کا تذکرہ ہے جو توحید کی جزا ہے یا دنیا و آخرت میں مشرکین کی جو ذلت و رسوائی ہوگی اور ان کو جس حساب و عذاب کا سامنا ہوگا، اس کا بیان ہے اور یہ توحید کی مخالفت کی سزا ہے۔

یہ توحید دین اسلام کی روح اور اس کی حقیقت ہے، اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔ پس عبادت کی تمام قسموں کا اللہ کے لیے خالص ہونا ضروری ہے، جو شخص کسی عبادت

کے اندر کسی دوسرے کو شریک کرے گا وہ مسلمان باقی نہیں رہے گا۔ عبادت کی تفصیلی فہرست کافی لمبی ہے، ہم ان میں سے بعض کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

محبت: جو محبت اللہ تعالیٰ کے لائق اور مناسب ہے اس میں دوسرے کو شریک کرنا شرک ہے اور شرک کرنے والا قرآن کی تصریح کے مطابق مشرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ إِذْ تَبَرَأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَأَرَاؤُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّا كُنَّا نَدْرِكُهُ فَنُتَبِّرُ مِنْهُمْ كَمَا تَبِירُهُ وَإِنَّا كُنَّا لَنَدْرِكُهُمْ أَعْمَالَهُمْ خَسَرَتْ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَرِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝﴾ [البقرة: ۱۶۵-۱۶۷]

”اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو غیر اللہ میں سے کچھ شریک بنا لیتے ہیں، وہ ان سے اللہ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں، اور وہ لوگ جو ایمان لائے، اللہ سے محبت میں کہیں زیادہ ہیں اور کاش! وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا اس وقت کو دیکھ لیں جب وہ عذاب کو دیکھیں گے (تو جان لیں) کہ بے شک قوت سب کی سب اللہ کے لیے ہے اور یہ کہ بے شک اللہ بہت سخت عذاب والا ہے۔ جب وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی تھی، ان لوگوں سے بالکل بے تعلق ہو جائیں گے جنہوں نے پیروی کی اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات بالکل منقطع ہو جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے پیروی کی تھی کہیں گے کاش! ہمارے لیے ایک بار دوبارہ جانا ہو تو ہم ان سے بالکل بے تعلق ہو جائیں، جیسے یہ ہم سے بالکل بے تعلق ہو گئے۔ اس طرح اللہ انہیں ان کے

اعمال ان پر حسرتیں بنا کر دکھائے گا اور وہ کسی صورت آگ سے نکلنے والے نہیں۔“

توکل: جن امور میں اللہ تعالیٰ قادر ہے، دوسرے کو اس پر کوئی دسترس حاصل نہیں ہے۔ ان کے انجام پانے کے لیے اللہ پر توکل اور اعتماد کے بجائے دوسرے پر تکیہ کرنا شرک ہے:

﴿وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [المجادلة: ۱۰]

”مومنین کو صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔“

جن امور پر صرف اللہ کو قدرت ہے ان کے اندر دوسرے پر اعتماد و بھروسہ شرک اصغر ہے۔

خوف: انسان اللہ کا بندہ اور اس کی مخلوق ہے، وہی اس کو آرام و تکلیف دیتا ہے، اس لیے انسان کے دل میں ظاہر و پوشیدہ طور سے صرف اللہ کا خوف ہونا چاہیے۔ اب اگر کوئی اس کے برعکس کسی انسان یا کسی اور چیز سے اس وجہ سے ڈرتا ہے کہ وہ اس کو نفع یا نقصان پہنچا سکتی ہے، یعنی کوئی دوسرا بگڑی بنا سکتا ہے یا بنی ہوئی بگاڑ سکتا ہے تو یہ شرک اکبر ہے۔ اس لیے کہ وہ غیر اللہ کو نفع و نقصان کا مالک خیال کرتا ہے اور اس پر اعتقاد رکھتا ہے۔ جب کہ اللہ کا حکم ہے:

﴿رَبِّائِي فَإِنْ هُوَ يَفْعَلْ بِكَ﴾ [النحل: ۵۱]

”مجھ ہی سے ڈرو۔“

﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَخْشَوُا اللَّهَ﴾ [المائدة: ۴۴]

”لوگوں سے مت ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔“

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾

[یونس: ۱۰۷]

”اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی نقصان پہنچائے تو اس کو اس کے علاوہ کوئی دور نہیں کر سکتا اور اگر نفع دینا چاہے گا تو اس کے فضل و کرم کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ وہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے کو چاہتا ہے نوازتا ہے اور وہ گناہوں کا بخشنے والا اور

بندوں پر رحم کرنے والا ہے۔“

امید: جو امیدیں صرف اللہ کی ذات سے پوری ہو سکتی ہیں، اس کی توقع غیر اللہ سے رکھنا اور ان سے امیدیں وابستہ رکھنا جیسے مردہ آدمی کو پکارنا، حاجت روائی کے لیے ان سے دعا کرنا، وغیرہ وغیرہ یہ شرک اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ﴾

[البقرة: ۲۱۸]

”جو لوگ ایمان لائے، گھر بار چھوڑا، اللہ کی راہ میں جہاد کیا،

وہ سب اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بندے صرف اپنے رب سے توقعات وابستہ کریں۔

نماز، رکوع، سجود: یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں، اگر کوئی شخص ان کو دوسرے کے لیے کرتا ہے تو وہ شرک میں مبتلا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا

رَبَّكُمْ﴾ [الحج: ۷۷]

”اے مومنو! رکوع کرو، سجدہ کرو، اپنے رب کی عبادت کرو۔“

دعا: دعا عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، اب اگر کوئی شخص اپنا سوال دوسرے کے پاس لے جاتا ہے جو اس کی قدرت سے باہر ہے، جیسے شفاعت طلب کرنا اور دوسرے مطلوب و مقصود کے حصول کے لیے اس سے دعا کرنا تو یہ شرک ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ

قِطْعٍ إِنَّ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ

سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكْفُرُونَ

بِشِرِّكُمْ وَلَا يَنْبَغُكُمْ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾

[الفاطر: ۱۳، ۱۴]

”جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ لوگ گھٹلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں اگر تم ان سے دعا کرو گے تو تمھاری دعا نہیں سنیں گے اور اگر سن لیں گے تو اسے پوری نہ کر سکیں گے اور قیامت کے دن تمھارے شرک کا آشکارا کریں گے اور باخبر ہستی کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا تم کو۔“

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾

[یونس: ۱۰۶]

”تم خدا کو چھوڑ کر کسی ایسے سے دعا مت کرو جو نہ تم کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، اگر تم ایسا کرو گے تو ظالم بن جاؤ گے۔“

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ [المؤمن: ۶۰]

”تم لوگوں کے رب نے حکم دیا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمھاری دعا قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت سے روگردانی کریں گے، وہ سب اکٹھے جہنم میں داخل ہو جائیں گے۔“

﴿أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَهْدِيكُمُ اللَّهُ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ﴾ قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا [الزمر: ۴۳، ۴۴]

”آیا ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو سفارشی بنا لیا ہے باوجودیکہ وہ نہ کسی چیز کے مالک ہیں اور نہ کوئی چیز سمجھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے ساری شفاعت اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔“

ذبح: غیر اللہ کے نام سے یا نام پر ذبح کرنا حرام ہے۔ یہ مالی عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اگر کوئی شخص کسی پیر، فقیر کے نام پر ذبح کرتا ہے تو یہ شرک ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿[الأنعام: ۱۶۲، ۱۶۳]

”آپ کہہ دیجیے! میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی بات کا حکم مجھے ملا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔“

نذر: اللہ کے لیے خاص ہے:

﴿وَلْيُوفُوا نَذْرَهُمْ﴾ □

”لوگ اپنی نذریں پوری کریں۔“

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ [الدھر: ۷]

”وہ لوگ نذر پوری کرتے اور قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں۔“

طواف: بیت اللہ کے لیے خاص ہے اور یہ اللہ کی عبادت ہے پس اگر کوئی شخص کسی مکان یا قبر کے چاروں طرف چکر لگاتا ہے تو یہ اس صاحب قبر کی عبادت ہے، لہذا یہ شرک ہے:

﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ [الحج: ۲۹]

”لوگ بیت اللہ کا طواف کریں۔“

توبہ: گناہوں سے توبہ اللہ کے دربار میں کرنا چاہیے، اس لیے کہ وہی توبہ قبول کرتا ہے، دوسرے کے آستانے پر سر ٹیکنا لا حاصل ہے اور شرک ہے:

﴿وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ﴾

[آل عمران: ۱۳۵]

”صرف اللہ ہی گناہوں کی مغفرت کر سکتا ہے۔“

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور: ۳۱]

”اے مومنو! سب کے سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تا کہ فلاح پاسکو۔“

انہی عبادات میں شرک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مشرکین عرب کو کافر قرار دیا ورنہ ان کے عقیدے میں بھی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، یہ بات شامل تھی کہ اللہ خالق، مالک، رازق اور تمام امور کا مدبر ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے توحید عبادت کے اندر ان کے شرک کرنے کی وجہ سے ان کے اس عقیدے کو قبول نہیں کیا اور ان سے اس وقت تک جنگ جاری رکھنے کا حکم دیا جب تک یہ لوگ واقعی اور حقیقی مسلمان نہ بن جائیں، یعنی لا الہ الا اللہ کے اقرار کے بعد اس کے تقاضے پر عمل پیرا نہ ہو جائیں اور عبادت کو شرک کی ہر آمیزش سے پاک نہ کر دیں۔ اسی توحید کو دنیا میں عام کرنے کے لیے اور لوگوں کو مسلمان بنانے کے لیے نبی کریم اس دنیا میں تشریف لائے۔ جس نے اس توحید عبادت کو قبول کیا وہ مسلمان ہوا اور جس نے اسے ماننے سے انکار کیا وہ راندہ درگاہ کافر و مشرک قرار پایا۔ اس لیے اسلام اور کفر و شرک کے درمیان فرق کرنے والی جو حقیقت ہے وہ توحید عبادت ہے۔ بلفظ دیگر توحید عبادت مسلمانوں کا امتیازی نشان ہے۔



رابطہ نمبر

محمد سلیم چنیوٹی (منیجر ہفت روزہ ”الاعتصام“، لاہور)

کانیاریابطہ نمبر یہ ہے: 0333-4786507

احباب نوٹ فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا۔

دعائے مغفرت

محمد اصغر شا کرناظم اہل حدیث یوتھ فورس سوہدرہ
(وزیر آباد) کانوجوان میٹا گزشتہ دنوں پانی میں ڈوب کر وفات
پا گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

(امیر حمزہ حماد طور، گوجران والا)

استعاذہ: غیر اللہ سے کسی چیز کی پناہ طلب کرنا جب کہ وہ پناہ دینے پر قادر نہیں ہے، شرک ہے۔ آدمی کو ہر طرح کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ [الفلق: ۱]

”تو کہہ میں مخلوق کے رب کی پناہ پکڑتا ہوں۔“

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ [الناس: ۱]

”تو کہہ میں پناہ پکڑتا ہوں لوگوں کے رب کی۔“

استغاثہ: اور اللہ تعالیٰ ہی بندوں کی فریاد سنتا ہے اور فریاد رسی کرتا ہے، اس لیے خدائی تصرفات والے امور میں غیر اللہ سے فریاد واستغاثہ کرنا شرک ہے:

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَبْ لَكُمْ﴾ [الانفال: ۹]

”جب تم لوگ اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد رسی کی۔“

اس بحث میں تاکید کے طور پر یہ بات بار بار گزر چکی ہے کہ تمام عبادتیں اللہ کے لیے مخصوص ہیں، اس میں دوسرے کو شریک کرنے والا مشرک ہو جاتا ہے اور عبادت کی جو صورتیں یہاں پر مذکور ہیں، ان کو خصوصیت سے زیر بحث لانے کی وجہ یہ ہے کہ آج دنیا میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ان عبادات کے اندر شرک جیسی مہلک بیماری کا شکار ہو گئی ہے اور شکم پرور فقیروں، پیروں اور ملاؤں کے جال میں پھنس کر بڑی بے دردی کے ساتھ توحید عبادت کو پچل رہی ہے، روند رہی ہے، پامال کر رہی ہے۔ اپنا وقت، مال اور آبرو برباد کر کے قبروں کے یہ پجاری اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ ہم لوگ کارِ خیر انجام دے رہے ہیں، اپنی دنیا و آخرت سنوار رہے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر شر ہے، ایمان باللہ کے تقاضے کے خلاف ہے اور اسلام دشمنی ہے یہ مذکورہ عبادتیں صرف اور صرف اللہ کے لیے ہیں وہ بلا شرکت غیرے اس کا حق دار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ [النساء: ۳۶]

”اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔“

اپنی کہانی اپنی زبانی

مفتی محمد عبید اللہ خاں عقیف رحمۃ اللہ علیہ، بانی مسجد اہل حدیث، رحمت ٹاؤن، فیصل آباد

مولانا مفتی عبید اللہ عقیف رحمۃ اللہ علیہ ان چند علماء میں سے اور یادگار اسلاف میں سے ہیں جنہیں ہم بلا تامل استاذ العلماء کہہ سکتے ہیں کہ سینکڑوں سے متجاوزان کے فیض یافتگان اندرون ملک اور بیرون ملک دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور جن علماء نے زندگی بھر علم برائے علم پڑھا، علوم دینیہ کا حصول برائے اصلاح میں عمر کھپا دی اور تکمیل علوم کو جنہوں نے علم آشنائی جان کر پوری زندگی علم و مطالعہ اور تدریس و تعلیم میں گزار دی اور عملاً وہ اس احساس کے زیر بار رہے کہ حق تو یہ کہ حق ادا نہ ہوا۔ تقبل اللہ جہودہم وجعل سعیہم مشکورا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ باسحت و عافیت عمر دراز فرمائے اور اعمال حسنہ قبول فرمائے مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی کہ انہوں نے علمائے اہل حدیث کو گوشہ ثمول اور خلوت نشینی سے نکال کر ان کو اپنے حالات قلم بند کرانے یا خود نوشت لکھنے پر آمادہ کیا اس فضا سے متاثر ہو کر مولانا مفتی عبید اللہ عقیف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے حالات قلم بند فرما کر نسل نو کی راہنمائی کو سنگ راہ دکھا دیا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے علوم عالیہ..... قرآن و حدیث..... علوم آلیہ..... فقہ و اصول فقہ، علم معانی، منطق، فلسفہ..... کے علاوہ عربی، فارسی اور اردو ادب کے ذوق کا حظ وافر بھی بہت عطا فرمایا ہے۔

لیجیے اب آپ ان کی کہانی اپنی زبانی پڑھیے اور لطف اٹھائیے۔ (احمد شاکر)

خاندان کا تعارف:

احقر کے والد گرامی قدر کا نام حضرت مولانا محمد حسین خاں بن مولانا محمد اسماعیل خاں بن میاں محمد امین خاں بن بیٹوں خاں بن محمد عظیم خاں بن رستم خاں جتوئی بلوچ۔ میرے والد محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے فارغ التحصیل ابو محمد عبد الجبار محدث کھنڈیلوی کے شاگرد اور حضرت مولانا شرف الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سند یافتہ عالم دین ہیں اور آپ کا سال وفات ۱۹۹۲ء ہے اور آپ کی تاریخ ولادت آپ کی خود نوشت تحریر کے مطابق ۱۹۱۰ء ہے۔

جد امجد مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ:

ہمارا پورا گاؤں خفی المسک تھا۔ سب سے پہلے جو شخصیت مسلک اہل حدیث سے مانوس ہوئی ان کا اسم گرامی میاں علی محمد ولد لال دین خاں رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ انہی کی ترغیب و تشویش سے ہمارے جد امجد مولانا اسماعیل خاں رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور مدرسہ

نام:

محمد عبید اللہ خاں عقیف فیروز پوری مبعوث دارالافتاء الریاض سعودیہ عربیہ۔ صدر مدرس دارالحدیث چینا نوالی لاہور۔

وجہ تسمیہ:

والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بیان کیا کہ میں قیلولہ کر رہا تھا، ایک شخص نے مجھے بیدار کر کے بشارت دی کہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہونے والا ہے آپ اس کا نام عبید اللہ رکھیں۔ اس بشارت کے چند دنوں بعد میں تولد ہوا اور یوں میرا نام عبید اللہ رکھا گیا۔

مقام اور تاریخ:

موضع گئی بلوچاں علاقہ منڈی گروہر سائے۔ تحصیل مکتسر ضلع فیروز پور مشرقی پنجاب، ہندوستان۔ والدین کے ایک اندازے کے مطابق میری ولادت بعد از چاشت بروز جمعۃ المبارک اور تاریخ ولادت ۱۹۳۸ء یا ۱۹۳۹ء ہے۔ والعلہم الصبیح عند اللہ۔

اور عقیدت مند ان کے نام کی مشروط نذریں مانتے تھے۔
میرے نانا جی میاں ابراہیم رحمہ اللہ:

میاں علی محمد ولد لال دین (اولین اہل حدیث) کی تحریک اور تبلیغ سے خاندان کی جس دوسری شخصیت نے مسلک اہل حدیث کو اختیار کیا وہ میرے دادا مولانا اسماعیل کے بڑے بھائی اور میرے نانا جی میاں ابراہیم بن میاں محمد امین رحمہ اللہ (المتوفی ۱۹۵۳ء) تھے۔ آپ متبع سنت، ذا کثر شاکر، شب زندہ دار، بارعب اور باوقار شخصیت تھے۔ اگرچہ آپ مستند عالم دین تو نہ تھے۔ تاہم پرائمری پاس ہونے کی وجہ سے مترجم قرآن مجید سلسلہ کتب اسلام مولانا رحیم بخش لاہوری رحمہ اللہ، مصلح پنجاب حافظ محمد لکھوی رحمہ اللہ کی تفسیر محمدی اور کتاب زینت الاسلام کے مطالعے سے دین اسلام کی بہت سی واقفیت حاصل کر لی تھی۔ بعد ازاں عربی مشکاۃ سے مطلوبہ مسائل دیکھ لیتے تھے۔ عالم شباب سے لے کر تادم والپس قرآن مجید اور سلسلہ کتب اسلام پڑھاتے رہے۔ چند ایک افراد کو چھوڑ کر پورے گاؤں کے افراد مرد اور عورتیں آپ کی شاگرد ہیں۔ دو تین جوانوں کے علاوہ گاؤں کے تمام افراد باریش تھے۔ الامر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی کا یہ عالم تھا کہ گاؤں میں کبھی ڈھول تک نہیں بجا۔ غرض کہ ان کے دور رسادت میں ہمارا گاؤں دینی لحاظ سے مثالی گاؤں مشہور تھا۔ زہد و ورع کا یہ عالم تھا کہ افسران بالا کی اجازت کے باوجود رشوت نہ لینے کی وجہ سے نوکری چھوڑ دی۔ آپ ۱۹۵۳ء یا ۱۹۵۴ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

انا لله وانا اليه راجعون . اللهم اغفر له

وارحمه وادخله جنة الفردوس . آمین

میری والدہ اسم بسمی صابرہ خاتون رحمہ اللہ (المتوفیہ ۱۹۹۰ء):

والدہ ماجدہ صوم و صلاۃ کی پابند اور شب زندہ دار تھیں اور دعائے سحر گاہی کی خوگر تھیں نماز فجر کے بعد مسنون اذکار کے بعد طلوع شمس تک تسبیح تہلیل اور درود ابراہیمی کا وظیفہ کرتیں۔ بلا ناغہ طلوع شمس کے بعد جب تک پانچ پاروں کی تلاوت نہ کر لیتیں چائے کی پیالی تک پینا

لکھویہ میں علم حاصل کیا پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند چلے گئے۔ منڈی گروہر سائے کے دیوبندی اور مقلد جاد مولوی اکرم کو جب پتا چلا کہ مولوی اسماعیل دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم ہے تو اس نے دارالعلوم کی انتظامیہ کو اطلاع دی کہ مولانا اسماعیل نہ صرف غیر مقلد اور عامل بالحدیث ہے بلکہ اس نے اپنے گاؤں میں فریضہ جمعہ کا احیاء کر رکھا ہے۔ احیائے جمعہ کی اطلاع پا کر انتظامیہ نے آپ کو مدرسہ سے نکال دیا۔ لہذا آپ دہلی چلے آئے اور حضرت مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی سے صحیح بخاری کا درس لیا اور سند فراغت حاصل کر کے اپنے گاؤں تشریف لے آئے اور اپنے برادر اکبر میاں محمد ابراہیم خاں رحمہ اللہ (راقم کے نانا جی) کی معیت میں مسلک اہل حدیث کی اشاعت میں لگ گئے اور تھوڑے ہی عرصے میں پورا گاؤں اہل حدیث بن گیا۔ آپ کے دوسرے اصلاحی اور دینی کارہائے نمایاں میں یہ واقعہ سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے کہ آپ کی دعوتی کاوشوں سے ضلع فیروزپور کے گیارہ دیہات میں نماز جمعہ پڑھی جانے لگی۔ جزاء اللہ احسن الجزاء .

آپ اتنے کم گو تھے اور حفظ لسان کا یہ عالم تھا کہ عمر بھر کسی کو غلیظ گالی نہیں دی تھی۔ شریابیوں اور کنوارے زانیوں پر شرعی حد بھی لگاتے تھے اور کچھ سکھ آپ کی تبلیغ سے مشرف بہ اسلام بھی ہوئے۔ جزاء اللہ

میاں محمد امین خاں:

راقم کے پردادا میاں محمد امین خاں اگرچہ مستند عالم دین تو نہ تھے تاہم صوم و صلاۃ کے سختی سے پابند تھے اور شب زندہ دار اور تلاء لقرآن بھی تھے۔ بل چلاتے اور مویشیوں کو چارہ ڈالتے وقت بھی تلاوت جاری رکھتے تھے۔ نہایت کم گو اور راست باز انسان تھے۔

میاں محمد عبدالعظیم خاں:

ہمارے چوتھے دادا میاں محمد عبدالعظیم خاں بڑے متقی خدا رسیدہ بزرگ اور مستجاب الدعوات ولی اللہ تھے۔ خاندانی روایت کے مطابق مشکوک لقمہ عمر بھر پیٹ میں نہیں ڈالا۔ آپ مرجع خلافت تھے۔ قبوری

وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ
وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ
وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ
كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا

عَظِيمًا ﴿[الاحزاب: ۳۵]

”بے شک مسلم مرد اور مسلم عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان کے لیے اللہ نے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔“

ان دس اوصاف فاضلہ سے متصف مردوں اور عورتوں کے لیے مغفرت اور جنت کی خوش خبری ہے۔ میرے چھپن سالہ علم و مشاہدہ کے مطابق آپ کی والدہ ماجدہ میں یہ سارے اوصاف موجود تھے اور مجھے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔ لہذا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مرحومہ کا حشر انھی لوگوں کے ساتھ فرمائے۔

اللهم ادخل والدة العفيف جنة الفردوس
وارفع درجاتها في المحدثين واخلفها في
عقبها في الغابرين واغفر لنا ولها يا رب
العالمين وافسح لها في قبرها ونور لها فيه
لا اله الا الله الحليم الكريم سبحانه الله
العظيم والحمد لله رب العالمين . (حرره
محمد حسين تغمده الله برحمته)

پسند نہ کرتیں اور ہر رمضان میں دس قرآن ختم کرنے کا معمول تا
زندگی رہا۔ اس مثالی خاتون کے حق میں میرے اباجی کی شہادت
حسب ذیل ہیں:

اباجی کی شہادت:

والد بزرگوار حضرت مولانا محمد حسین خان (المتوفی ۲۴ اپریل
۱۹۹۲ء) نے اپنی وفات سے ایک برس قبل مجھے اپنی ایک تحریر پیش
فرمائی۔ جس میں والدہ مرحومہ میں پائی جانے والی چھ خوبیاں تحریر
تھیں۔ میرے مطابق دس خوبیاں تھیں۔

۱: ((ساقی القوم آخرهم .)) (حدیث) کے مطابق ہمیشہ
بچا کچھا کھانا تناول کرتیں۔

۲: نماز تہجد کی انتہائی پابند تھیں۔

۳: صحت و مرض میں با وضو نماز پڑھنے کی استمراری عادت تھی۔

۴: صحابیات رضی اللہ عنہن کی پیروی میں دین پر استقامت۔

۵: مسلک اہل حدیث کی تبلیغ میں حتی المقدور تعاون (ہمارے گاؤں

میں سالانہ جلسے اور کانفرنسیں اس پر شاہد عدل ہیں۔)

۶: کھانا اپنی طرف سے اور اپنی نگرانی میں تیار کرواتیں۔ خاص کر
مہمانوں اور علماء کا کھانا۔

۷: حرام چیزوں سے مکمل اجتناب اور

۸: مشتبہ اشیاء سے سخت پرہیز اور مکمل گریز

۹: زہد و ورع

۱۰: نمونہ اسلاف

نیز فرمایا کہ اپنی چھپن سالہ ازدواجی رفاقت اور اپنے مشاہدہ کی
روشنی میں جب آپ کی والدہ رضی اللہ عنہا کی مومنانہ سیرت کی جھلک قرآن
مجید میں تلاش کی تو میرے علم و فہم کے مطابق درج ذیل آیت ان پر
صادق آتی ہے:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ

وفات حسرت آیات:

یہ سلفی العقیدہ شب زندہ دار صوامہ، قوامہ، غرباء و مساکین کی ہمدرد اور معاون مہمان نواز اور تسلائے للقرآن مثالی خاتون بروز اتوار بعد نماز فجر ۷۶ برس کی عمر میں ۱۴۰۰/۱۱/۱۷ھ موافق ۲۰۰۵ء وفات پا گئیں۔

انا لله وانا اليه راجعون . اللهم اغفر لها

وارحمها وادخلها جنة الفردوس . آمین

بچپن اور شیشم کا تیل:

میری زبان میں تندو اور سر میں چنبل تھی۔ ان دونوں مرضوں کی وجہ سے میں چار برس کی عمر تک بول نہیں سکا۔ ایلوپیتھک کے دو ڈاکٹروں نے میرے علاج میں ناکام ہو کر والدہ ماجدہ سے کہا کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عید اللہ کو شفاء عطا فرمائے۔ ہمارے ہسپتالوں کی مرہمیں ناکام ثابت ہو چکیں۔ میرے ہاتھوں پر کپڑے کی تھیلیاں چڑھادی گئیں تھیں تاکہ خارش نہ کر سکوں۔ اس دوران میری والدہ کی ایک سہیلی بی بی ویرو والدہ سے ملاقات کے لیے آئی اور میرے ہاتھوں پر تھیلیاں دیکھ کر وجہ دریافت کی تو والدہ نے بتایا کہ اس کے سر میں چنبل ہے۔ علاج بسیار کے باوجود اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں دی تو اس بی بی نے شیشم کا تیل لگانے کا مشورہ دیا۔ میرے نانا جی میاں ابراہیم (متوفی ۱۹۵۴ء) نے شیشم کا تیل نکال کر میرے زخموں پر لگا دیا۔ تیسرے دن پورے سر سے ٹوپی نما کھرٹڈ اتر اوریوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل عظیم سے شفا مرحمت فرمائی۔ والحمد لله على ذلك .

اور زبان کا تندو ابھی کٹوا دیا گیا اور یوں چار برس کی عمر میں بولنا شروع کیا۔

تیل نکالنے کا طریقہ:

شیشم کی کالی کٹ پرانی لکڑی کی قاشیں بنا کر سوراخ والے گھڑے میں رکھیں اور گھڑے کے سوراخ کے نیچے ٹی کا چھوٹا برتن رکھ کر ایک ٹوکری اپلوں کے ساتھ گھڑے کے چاروں طرف جوڑ دیں

اور اپلوں کو گیلے گوہر کے ساتھ ڈھانپ دیں۔ دوسرے دن جب گیلے گوہر ایک حد تک خشک ہو چکا ہو تو گھڑے کو احتیاط سے اٹھالیں تاکہ تیل والا برتن محفوظ رہے۔ میرا تجربہ ہے تیل بہت تیز ہوتا ہے تکلیف سخت ہوتی ہے۔ تکلیف اور درد کو کم کرنے کے لیے تازہ مکھن زخم پر لگائیں۔ ان شاء اللہ افاقہ ہوگا۔

رسم بسم اللہ:

جب چنبل اور زبان کے تندوے سے شافی مطلق نے شفاء کامل عطا فرمائی تو والد اللہ نے عربی کا ابتدائی قاعدہ شروع کرادیا اور ساتھ ہی شیخ سعدی کی کریمہ اور حافظ لکھوی کی ابواب الصرف شروع کرادی اور ساتھ ہی سرکاری سکول میں داخل کرادیا۔ چند روز اسکول گیا تھا کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی تشکیل کے بعد والدین کے ہمراہ پاکستان چلا آیا اور لائل پور کے ایک گاؤں چک ۵۳۱ گ ب علاقہ سمندری میں آباد ہوئے۔ یہ سفر کیسے طے ہوا؟ ہجرت کی صعوبتوں، فاقوں اور گونا گوں تلخیوں کے سائے میں یہ پریشان کن سفری مراحل پیادہ پا طے کرنے پڑے۔ یہ ایک دلخراش داستان ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ بقول غالب ۔

مرثگان تر ہوں یا رگ تاک بریدہ ہوں
جو کچھ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

مقام فنا تک جو پہنچے ہیں اے دل
وہ مر مر گئے ہیں مگر آ گئے ہیں

پاکستان آ کر جد امجد مولانا اسماعیل اور نانا جی ابراہیم علیہ السلام سے ناظرہ قرآن پڑھا۔ والد بزرگوار سے شیخ سعدی کی کریمہ پڑھی۔ جب حالات سکون سے ہمکنار ہوئے تو سکول میں داخل کرادیا۔ دو تین ماہ میں پہلی جماعت پاس کی اور چھٹی جماعت تک تعلیم حاصل کی جسے اس زمانہ میں لوئر مل کہا جاتا تھا۔ پھر گورنمنٹ ہائی اسکول میں ساتویں جماعت میں داخلہ لیا۔ ماہ جون میں داخلہ ملا۔ ہفتہ عشرہ کے بعد موسم گرما کی سالانہ دو ماہ کی فیس مبلغ پانچ روپے ادا کرنی تھی مگر میری

غربت آڑے آگئی۔ معاشی ناہمواری کی وجہ سے مبلغ پانچ روپے ادا کرنے سے قاصر رہا۔ بقول شاعر۔

حدود زندگی میں جب کوئی مشکل مقام آیا
نہ غیروں نے توجہ دی نہ اپنا کوئی کام آیا
میری غربت میرے کام آگئی:

لہذا ناچار سکول کی تعلیم چھوڑنا پڑی۔ مگر میری کسپری اور غربت میرے لیے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی، ادھر والدین کا شروع سے یہ ارادہ تھا کہ مڈل پاس کرنے کے بعد دینی تعلیم دلانا ہے مگر قضاء و قدر کا فیصلہ پہلے سے طے تھا کہ لوئر مڈل کے بعد ہی دینی تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ آج نہ صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل عظیم اور احسان عمیم سے نہ صرف چالیس سے زیادہ مرتبہ سینکڑوں طلباء کو الجامع الصالحیہ لمام البخاری پڑھا چکا ہوں بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک امریکا، افریقا، برطانیہ، وغیرہ ممالک سے آنے والے سوالات کا جواب لکھ چکا ہوں اور لکھ رہا ہوں اور حضرت الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ میرے فتوے کی تصدیق اور تائید فرما چکے ہیں جو موقر جریدہ الاعتصام، اہل حدیث اور اہل حدیث دہلی اور دیگر مجلات میں شائع ہو رہے ہیں۔ اسلامی دنیا میں مجھے الحمد للہ اتنا قبول عام اور پذیرائی حاصل ہوئی کہ بڑے بڑے پی ایچ ڈی ڈاکٹروں اور ماہانہ لاکھوں تنخواہ پانے والوں کو اس قبول عام کا عشر عشر بھی حاصل نہیں۔ یہ سب صحیح بخاری کی تدریس کی برکت اور والدین کی سحرگاہی کا فیض اور نیک شمر ہے۔

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله
ذو الفضل العظيم .

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانه بخشد خدائے بخشندہ
دینی طلباء پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے:

آج دینی مدارس کے طلباء کے لیے خور و نوش کے انتظام کے علاوہ جو تعلیمی اور سفری سہولتیں اور ابتدائی طبی امداد، درسی کتب کی فراہمی اور بعض مدارس میں ماہانہ وظائف اور اختیارات (سالانہ امتحان) کے

موقع پر انعامات کے ساتھ طلباء کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے تاکہ طلباء اپنی تعلیم جاری رکھیں۔ اب تو بعض سرکاری و درباری اسلامی مدارس کے طلباء کو حکومت بھی وظائف دیتی ہے مگر وہ وظائف راستے میں دم توڑ جاتے ہیں اور فرضی کفالتوں کے چورن کے ساتھ ڈکار لیے بغیر ہضم کر لیے جاتے ہیں۔ بیسویں صدی کے آغاز تک دہلی کے استثناء کے ساتھ پنجاب کے دینی مدارس میں طلباء کو مذکورہ سہولتوں کا عشر عشر بھی میسر نہ تھا۔ روٹی مانگ کر کھانی پڑتی تھی۔ تنگ دستی اور سفری صعوبتوں کی وجہ سے طلباء سال سال تک گھر واپس نہیں لوٹتے تھے۔ بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب:

دینی طلباء و فقیروں کے بھیس میں کچا آٹا مانگنے کے لیے مدرسہ کے نواحی دیہات میں بھیجا جاتا تھا۔ دہلی کی استثناء کے ساتھ پنجاب کے مدارس کا یہی حال تھا۔ پنجاب کا قدیمی اور بڑا مدرسہ لکھویہ اپنے طلباء کو آٹا مانگنے کے لیے بھیجا کرتا تھا۔ میرے دادا جی مولوی اسماعیل رحمہ اللہ ان طلباء میں شامل ہیں جو نواحی دیہات سے آٹا مانگ کر لاتے تھے۔ ایک دفعہ دادا جی بھول کر اپنے سسرالی گاؤں چلے گئے۔ آٹا مانگتے مانگتے اپنے سسرال کے دروازے پر جا کھڑے ہوئے۔ آنگن میں چرخوں پر سوت کا تنے والی لڑکیوں نے دیکھ کر پہچان لیا اور ہماری مستقبل کی دادی کو طعن کرتے ہوئے کہا: جاؤ! اٹھ کر فقیر کو خیرات دے آؤ۔ مارے شرم کے ہماری دادی مرمر گئی۔ مگر دادا جی آٹے کی مٹھی لے کر چلے گئے۔ نکاح کے بعد رخصتی پر اولین ملاقات میں اس بی بی نے کہا کہ مولوی صاحب کیا اچھا ہوتا کہ آپ ہمارا گاؤں چھوڑ کر کسی اور گاؤں آٹا مانگنے کے لیے چلے جاتے۔ آپ نے خواہ مخواہ میری سہیلیوں کو مجھے ستانے کا موقع فراہم کیا۔ تو دادا جی نے جواب میں فرمایا کہ میں اپنے لیے آٹا مانگنے نہیں آیا تھا۔ یہ تو دینی تعلیم مکمل کرنے کا ایک ذریعہ تھا جو مدرسہ لکھویہ کا دستور تھا۔

اوروں کی بات کیا کروں، میں خود مدرسہ خادم القرآن والحديث جھوک دادو طور میں ایک ماہ تک طلباء کے بچے کچے ٹکڑے کھاتا رہا۔ پھر کہیں جا کر حاجی نظام اور اللہ یار طور کے گھر روٹی لگائی گئی۔ اسی

تھا۔ جامعہ سلفیہ میں تعمیر کے لیے آنے والے بجری کے ٹرک اتار لیتا تھا اور کبھی سردراتوں میں کھل کی فیکٹری میں کھل ڈھوتا تھا۔ اور یوں ایک مہینہ نکال لیتا تھا۔ اس مفلوک الحالی کے باوصف طالب علمی کے دور سے لے کر آج تک کسی سرمایہ دار کے گھر پر ٹیوشن پڑھانے نہیں گیا اور نہ کسی سیٹھ کی کوٹھی پر درس دیا ہے۔ بھلا امیروں اور سرمایہ داروں کی خوشامد اور مداہنت سے میرا ضمیر کبھی ملوث نہیں ہوا۔
دینی مدارس جن میں تعلیم پائی:

مدرسہ نذیریہ میاں چنوں، مدرسہ خادم القرآن والحديث جھوک دادو طور اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد۔

میری اولیت:

مجھ سے پہلے کوئی لڑکا بحیثیت طالب علم جامعہ سلفیہ کی اپنی عمارت میں نہیں پہنچا۔ اس لحاظ سے میں جامعہ سلفیہ کا اولین طالب علم ہوں۔
اساتذہ کرام:

- ۱: میاں محمد ابراہیم خاں بلوچ (نانا جان)
- ۲: حضرت مولانا الحاج محمد اسماعیل بلوچ (دادا محترم)
- ۳: حضرت مولانا محمد حسین خان (والد گرامی)
- ۴: میاں حمزہ بن ولی کامل میاں محمد باقر
- ۵: حضرت مولانا محمد حسین طور
- ۶: حافظ عبداللطیف سمندری والے استاذ جامعہ سلفیہ
- ۷: مولانا عبدالقادر حلیم زیری
- ۸: مولانا محمد یحییٰ چک ۲۶ پل والی میاں چنوں
- ۹: پروفیسر غلام احمد حریری، مصنف کتب کثیرہ
- ۱۰: مولانا عبدالغفار حسن دہلوی
- ۱۱: مولانا عبدالحی دیوبندی تلمیذ مولانا حسن علی
- ۱۲: مولانا محمد دین دیوبندی
- ۱۳: جامع معقول ومنقول حضرت مولانا شریف اللہ خان یوسف زئی سواتی
- ۱۴: شیخی وشیخ الشیوخ حضرت الحافظ محمد محدث گوندلوی

طرح جب میں حضرت مولانا عبدالقادر حلیم زیری رحمہ اللہ کے پاس میاں چنوں پڑھتا تھا تو گھروں سے جا کر روٹی لاتا تھا۔
قرآن وحدیث کو گاجر مولیٰ نہ بنائیں:

عزیز طلباء! اگر برائے نامیں تو نصیحت کی جسارت کرنا چاہوں گا کہ گاجر مولیٰ بیچنے والے کی طرح کہ جس طرح وہ آواز لگاتا ہے کہ لے لو گاجر مولیاں۔ آپ یہ آوازیں لگانی بند کر دیں ٹیوشن پڑھو! یہ علم کی توہین ہے۔ تبلیغ نہیں ہے۔ قرون ماضیہ کے طلباء میں یہ لیت ہرگز نہ تھی ہماری تاریخ ورجال کی کتابوں میں ان کی عفت و خودداری اور فاقہ مستیوں کے ہوش ربا اور لہر آش تذرے زیب قرطاس ہیں مگر یہ کہیں پڑھنے اور سننے میں نہیں آیا کہ فلاں محدث یا فلاں فقیہ اور عالم دین کسی رئیس یا کسی سیٹھ کے بچوں کو ٹیوشن پڑھانے جایا کرتا تھا۔ وہ محنت مزدوری اور تجارتی اڈوں میں پلہ داری اور گندم کی فصل کی کٹائی کے موقع پر کھیت میں گری پڑی بالیاں چننا اور سوت کا تنان کو گوارا تھا مگر شہزادوں کو تعلیم دینے کے لیے شاہوں کے محلات کا طواف پسند نہ تھا۔ کیا ہمارے ان عزیز طلباء کو امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری، امام ابوداؤد اور امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا تعفف عزت نفس اور خودداری کے ایمان افروز واقعات یاد نہیں۔ کون نہیں جانتا کہ امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے وطن چھوڑ دیا تھا مگر الجامع الصحیح کو وقت کے بادشاہ کے دربار میں لے جانا گوارا نہیں کیا۔

ہم چھاؤں میں تلواروں کے کہہ آتے تھے حق

آڑے آتا نہ تھا خوف سلطان و وزیر

میری غربت کا عالم:

والدین کو خیریت کا خط لکھنے کے لیے آنہ (چار پیسے) جو ۱۶/۱ روپے ہوتا تھا دستیاب نہیں ہوتا تھا۔ قرض لینے کا عادی نہ تھا۔ اس کے باوجود میں حلفاً کہتا ہوں ہوں کہ میں ٹیوشن پڑھانے کہیں نہیں گیا۔ گندم کی کٹائی پر مزدوری پر گندم کاٹتا تھا۔ گندم کو بھوسی سے الگ کرتا تھا۔ عام حالات میں کسی فیکٹری میں ایک دو راتیں مزدوری کر لیتا

۱۵: مولانا محمد رشید صاحب توضیح القرآن ۱

۱۶: مولانا عبدالرشید ہزاروی

علمی اسفار:

حصولِ تعلیم کے لیے مجھے پنجاب سے باہر جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ مدرسہ نذیریہ میاں چنوں، مدرسہ خادم القرآن والحدیث جھوک دادو طور میں علی الترتیب ایک ایک برس تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ سلفیہ لائل پور چلا آیا۔ تعلیم کے آخری چار سال جامعہ سلفیہ میں رہا۔ صحاح ستہ، علوم الحدیث، علوم القرآن، فقہ، اصول فقہ، ادب، منطق و فلسفہ و علوم بلاغت اور تفسیر القرآن جامعہ سلفیہ ہی میں پڑھے، یعنی جامعہ سلفیہ میری مادر علمی ہے۔

علمی اسناد:

۱: شہادۃ اجازۃ عن الحدیث الکبیر شیخی و شیخ الشیوخ الحافظ محمد محدث گوندلوی

۲: شہادۃ عالیہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد (لائل پور)

۳: شہادۃ فاضل عربی

۴: شہادۃ عالمیہ وفاق المدارس السلفیہ

اعزاز:

مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ وفاق المدارس السلفیہ کی طرف سے مجھے جو سند دی گئی ہے اس پر ”ممتاز مع مرتبہ الشرف“ مرقوم ہے۔

ملفوظ:

مجھے یہ اولیت بھی حاصل ہے کہ جامعہ سلفیہ کی نامکمل عمارت میں داخل ہونے والا میں پہلا طالب علم ہوں۔ مجھ سے پہلے کوئی طالب علم برائے داخلہ جامعہ سلفیہ نہیں پہنچا۔

مجھے بھگت لہو اعزاز بھی حاصل ہے کہ فروری ۱۹۶۰ء میں تکمیل صحیح البخاری کے موقع پر جامعہ سلفیہ کی کچی اور عارضی مسجد میں منعقد ہونے والی اولین تقریب میں جامعہ سلفیہ کے تعارف میں اپنی ایک پنجابی نظم پیش کی تھی جسے بڑا قبول حاصل ہوا۔ علامہ شہید کے والد حاجی ظہور

۱: یہ توضیح القرآن میری نظر ثانی کے ساتھ مکتبہ قدوسیہ سے طبع ہو چکی ہے۔ عقیقت

الہی ﷺ نے مجھے بیس روپے انعام دیا تھا۔ بعد میں میری یہ نظم جامعہ سلفیہ کی لائبریری میں لٹکا دی گئی۔ اب یہ نظم میرے رسالہ ”گلدستہ اشعار“ میں طبع ہو چکی ہے۔

میرے ہم سبق علمائے کرام:

۱: حافظ محمد بنیامین شیخ الحدیث تعلم الاسلام ماموں کا نجن

۲: مولانا عبدالخالق قدوسی رحمہ اللہ

۳: مولانا محمد فاروق راشدی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گجرات والا

۴: مولانا محمد اشرف نائب شیخ الحدیث جامعہ ابراہیم سیالکوٹ

۵: مولانا محمد یوسف نور فیصل آباد

۶: مولانا محمد یونس مجاہد

۷: مولانا حافظ محمد حنیف پھول نگر

۸: مولانا محمد حسین شفیق حویلی بہادر شاہ جھنگ

۹: مولانا حافظ محمد ادریس از کچا کچا قصور

۱۰: مولوی عبدالعزیز سنوئی

۱۱: مولوی محمد عمر گجر

۱۲: مولوی محمد صدیق بھومن شاہ ضلع اوکاڑا وغیرہم

طبعی میلان:

یوں تو کوچہ قلم و قرطاس، خطابت، افتاء و تدریس یعنی دین اسلام کی تبلیغ و ترویج کے گونا گوں شعبوں میں کچھ نہ کچھ اور ادھوری سی رسائی بھگت لہو حاصل ہے۔ تاہم طبعی میلان تدریس الحدیث اور افتاء کی طرف ہے۔ مگر افسوس اپنی بے بضاعتی خام علمی، برادری کی کرم فرمائیوں اور جھمیوں کی وجہ سے نہ تو تدریس صحیح بخاری کا حق ادا کر پاتا ہوں اور نہ ملک کے اطراف و اکناف سے آنے والے سوالات کا بروقت جواب لکھ سکتا ہوں جس کی وجہ سے بعض احباب کو دیر تک انتظار کرنا پڑتا ہے اور بعض کرم فرما یوں ہو کر روٹھ جاتے ہیں۔

تدریس اور خطابتی خدمات:

جب میں فروری ۱۹۶۱ء میں جامعہ سلفیہ سے سند فراغت حاصل

روپے اور میری تنخواہ پینتالیس روپے کر دی گئی۔ بایں ہمہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے اس شغل میں تعطل نہیں آنے دیا۔ ۱۹۶۸ء کے اواخر تک صحیح بخاری کے سوا سارا صحاح ستہ اور درس نظامی کی کتابیں پڑھا چکا تھا اور تدریس کے ان آٹھ برسوں تک میری آخری تنخواہ پچاسی روپے تھی۔ اس دوران شیخ الحدیث مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ اور حافظ احمد پٹوی رحمہ اللہ جڑاں والا نے زیادہ تنخواہ کی پیش کش کی مگر میں نے مدرسہ بدلنا پسند نہ کیا۔ تاکہ میری تدریس کا قد کاٹھ متاثر نہ ہونے پائے۔ تنخواہ کے لالچ میں ہر سال مدرسہ بدلنے والے مدرس کی قابلیت کا بھرم قائم نہیں رہتا اور وہ اہل مدارس کی نظروں میں ناکام مدرس قرار پاتا ہے۔ ﴿وفي ذلك فليتنافس المتنافسون﴾

دادیم نشان ز گنج مقصود ترا

ماگر نہ رسیدیم تو شاید برسی

(جاری ہے)

کر چکا تو جامعہ کے مہتمم حضرت محمد اسحاق چیمہ رحمہ اللہ نے مجھے ۸/۱۱/۱۹۶۱ء کو مولوی احمد دین فیروز پوری رحمہ اللہ کی دعوت پر مدرسہ دارالقرآن والسنة چک ۸۰ گ ب علاقہ ستیانہ بنگلہ بحیثیت نائب مدرس بھیج دیا۔ وہاں میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ۹/۱۱/۱۹۶۱ء کو اپنے تدریسی شغل کا آغاز کیا اور پہلے دن مشکاۃ جلد ثانی کتاب الزکاح، سنن نسائی اور دیوان المثنوی جیسی متوسط کتابیں پڑھانی شروع کیں اور آج مجھے بحمد اللہ حسن توفیقہ مورخہ ۹/۱۱/۲۰۱۳ء کو بحساب سن میلادی تدریس کے باون سال پورے ہو چکے ہیں۔ ۱۹۶۸ء کے اواخر تک اسی مدرسہ میں بحیثیت نائب مدرس پڑھاتا رہا۔ سوائے صحیح بخاری کے درس نظامی کی کتابیں پڑھانے کا موقع میسر آیا۔
مدرسین کے لیے قابل رشک:

پہلے سال میری ماہانہ تنخواہ پچاس روپے تھی جب کہ مولانا قدرت اللہ فوق رحمہ اللہ کی ماہانہ تنخواہ ایک صد روپیہ تھی۔ ۱۹۶۲ء میں وسائل آمدنی کم ہونے کی وجہ سے صدر مدرس مولانا قدرت اللہ کی تنخواہ اسی

طلب العلم فريضة على كل مسلم . (الحديث)

سکولوں کے سالانہ امتحانات میں پرائمری، مڈل، میٹرک پاس طلباء کی دینی و دنیوی تعلیم کے لیے

دارالحدیث اوکاڑہ میں داخلہ کا سنہری موقع

الحمد للہ ادارہ میں دینی و دنیوی تعلیم کا حسین امتزاج ہے۔

پانچویں پاس طلباء کے لیے باقاعدہ چھٹی کلاس کا داخلہ شروع ہے۔ دو سال میں مڈل کا امتحان دلا کر اس کے بعد ثانویہ عامہ کی پوری تعلیم کے ساتھ دو سال میں نویں، دسویں کلاس کا بورڈ اور وفاق کا امتحان دلانے کا معقول بندوبست۔ نیز پرائمری پاس ناظرہ پڑھے بچوں کا شعبہ حفظ میں داخلہ جاری ہے۔ مڈل پاس طلباء کا شعبہ کتب میں تمام درجوں میں داخلہ ہو سکے گا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی بخاری شریف کا درس دیتے ہیں۔ بخاری پڑھنے والے طلباء کو دیگر سہولیات کے ساتھ ماہانہ نقد و تہفہ بھی دیا جاتا ہے۔ داخلہ کے لیے والد یا سرپرست کا ساتھ آنا لازمی ہے۔ شناختی کارڈ کی دو فوٹو کاپیاں ساتھ لائیں۔

عبداللہ یوسف، ناظم دارالحدیث ایم۔ اے جناح روڈ، اوکاڑہ

فون: 0312-4403173 / 044-2521460



اہل حدیث کا منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت و نوعیت

حافظ طاہر اسلام عسکری

محمد صاحب محدث گوندلوی قدس اللہ روحہ کی مایہ ناز تصنیف ”الاصلاح“ پر لکھا تھا، بعد ازاں اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اسے مستقل کتاب کی صورت میں طبع کیا گیا۔ اس میں کلیدی حیثیت تو اسی مقدمہ کی ہے، تاہم اس مستقل اشاعت میں موضوع سے متعلق دیگر اہل علم کی بعض تحریریں بھی شامل کر لی گئی ہیں۔ کتاب کی ترتیب اس طرح ہے:

سب سے پہلے ”حرفِ اول“ ہے جو حافظ شاہد محمود صاحب کا تحریر کردہ ہے۔ اس کے بعد حافظ صلاح الدین صاحب یوسف کا ”عرض مرتب“ ہے جس میں کتاب کے مقالات و مندرجات کا اجمالی تعارف پیش کیا گیا ہے۔ کتاب ہذا کے مقدمے کے طور پر مولانا محمد حنیف صاحب ندوی رحمہ اللہ کا مضمون ”تعارف اہل حدیث“ شامل کیا گیا ہے جس میں انتہائی دل نشین اور ادبی پیرائے میں اہل حدیث کے مسلک اور نقطہ نظر کی وضاحت کی گئی ہے۔

۹ صفحات کے مقدمے کے بعد اصل کتاب کا آغاز ہوتا ہے۔ سب سے پہلا مقالہ محترم حافظ صاحب کا ہے جو ”اہل حدیث کا مسلک و منہج اور احناف سے اختلاف کی حقیقت و نوعیت، ایک نہایت اہم بحث کی وضاحت“ کے زیر عنوان ایک صد صفحات (ص ۲۷ تا ۱۲۶) پر پھیلا ہوا ہے۔

دوسرا مقالہ ”عقائد علمائے دیوبند“ کے نام سے ہے۔ یہ مکملہ مضمون ماسبق ہے اور صفحہ ۱۲۷ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۵۳ پر اختتام پذیر ہو رہا ہے۔

تیسرے مقالے کا عنوان ہے: ”شخصیت پرستی اور مشیخت کے دینی و اخلاقی مفاسد“، یہ مولانا محمد عیسیٰ صاحب منصوری کے قلم سے

حافظ صلاح الدین صاحب یوسف رحمہ اللہ کی ہستی گرامی دنیائے علم و تحقیق میں عموماً اور جماعت اہل حدیث میں خصوصاً چنداں محتاج تعارف نہیں۔ محترم حافظ صاحب مبداء فیض سے بے شمار خوبیوں اور صلاحیتوں سے بہرہ مند ہیں۔ وہ بنیادی طور پر میدانِ قلم و قراطس کے شہ سوار ہیں اور ان کے موضوعات تحریر میں انتہائی وسعت اور بولقلمونی پائی جاتی ہے، چنانچہ قرآن حکیم کی تفسیر و توضیح ہو یا حدیث کی شرح و وضاحت، فکر و عقیدہ کے مباحث ہوں یا فقہ و اجتہاد کے مسائل، آئینی و قانونی معاملات ہوں یا معاشرتی امور، انھوں نے ہر موضوع پر تحریر و انشا کے جوہر دکھلائے ہیں۔ موضوعات کے تنوع سے جہاں ان کی دقت نگاہ اور وسعت نظر کا اندازہ ہوتا ہے وہیں ان کی نگارشات کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ ان کا اسلوب تحریر انتہائی دل آویز، جاذب توجہ اور زبان و ادب کی چاشنی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ ہمیں اس حقیقت کے اظہار میں کوئی باک نہیں کہ حافظ صاحب موصوف فی زمانہ اہل حدیث کے اُن معدودے چند اربابِ قلم میں سرفہرست ہیں جن کا انداز تحریر معیاری اور زبان و بیان کے پہلو سے اس لائق ہے کہ قاری کو نہ صرف یہ کہ اپنی جانب متوجہ کر سکتا ہے بلکہ اہل ذوق کی تسکین مذاق کا پورا سامان بھی اپنے دامن میں رکھتا ہے۔

مسلک اہل حدیث اور اس کے اصول و مبادی کی توضیح و تنقیح بھی محترم حافظ صاحب کی دلچسپی کے موضوعات میں داخل ہے۔ اس ضمن ان کی متعدد تحریریں شائع ہو کر اربابِ علم و فکر سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب دراصل وہ ضخیم اور مفصل مقدمہ ہے جو موصوف نے حضرت الامام حافظ

ہے اور ۱۹ صفحات (ص ۱۷۲ تا ۱۷۴) پر مشتمل ہے۔

چوتھا مقالہ امام العصر مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کی کتاب ”تاریخ اہل حدیث“ سے لیا گیا ہے۔ یہ بحث بہ عنوان ”اہل حدیث کا طرز استدلال و تاریک اجتہاد اور احناف کا خود ساختہ اصولوں کی بنیاد پر احادیث کا انکار“ کافی طویل ہے اور کتاب کے ۸۸ صفحات کو محیط ہے۔

پانچویں نمبر پر مولانا عبدالرحمن صاحب ضیاء (شیخ الحدیث، جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ) کا مضمون ”اہل حدیث اور اہل تقلید کے منہج کا فرق“ شامل کیا گیا ہے جس کا آغاز ص ۲۶۲ سے اور اختتام ص ۲۸۴ پر ہوتا ہے۔

آخر میں تین صفحات پر مبنی ایک مختصر تحریر محدث زماں علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی ہے جو دراصل ایک مکالمہ ہے۔ اس کا موضوع ہے: ”ہم سلفی (اہل حدیث) کیوں کہلائیں؟“

مشمولات کتاب کے سرسری تعارف کے بعد اب ہم اس کے مرکزی و اساسی مضمون پر اپنی گزارشات پیش کرتے ہیں۔ زیر نظر کتاب کا مرکزی موضوع یعنی اہل حدیث اور احناف کے مابین اختلاف کی حقیقت و نوعیت، انتہائی اہمیت اور حساسیت کا حامل ہے۔ اس حوالے سے اگرچہ بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، تاہم محترم حافظ صلاح الدین صاحب یوسف نے اپنے مخصوص انداز میں اس پر جو خامہ فرسائی کی ہے وہ بعض پہلوؤں سے بالکل نئی چیز ہے۔

جیسا کہ ابتدا میں عرض کیا گیا کہ حافظ صاحب نے یہ تحریر محدث گوندلوی رحمہ اللہ کی کتاب ”الاصلاح“ کے لیے مقدمے کے طور پر حوالہ قلم کی تھی۔ محدث گوندلوی نے لکھا ہے کہ ”اہل حدیث اور حنفیہ میں نہ اصولی اختلاف ہے، نہ فروعی۔“ (الاصلاح، ص ۱۳۵، طبع جدید) حافظ صاحب موصوف نے اپنے تفصیلی مقدمے میں اسی نکتے کی توجیہ و توضیح فرمائی ہے۔ انھوں نے حنفیہ کو تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے:

پہلے گروہ میں امام ابوحنیفہ، قاضی ابویوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہم اللہ آتے ہیں۔ ان کے طرز فکر و عمل کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ صاحب کا کہنا ہے کہ دراصل یہی وہ طائفہ ہے جس سے اہل حدیث کا اصولی و فروعی کوئی اختلاف نہیں۔ ان کے بقول مذکورہ ائمہ کے اصول میں یکسر اختلاف نہیں اور فروع اصول کے تابع ہوتے ہیں، لہذا فروعی اختلاف بھی کوئی معتد بہ حیثیت نہیں رکھتا۔ فاضل مصنف نے اپنے استدلال کے حق میں جو دلائل دیے ہیں ان سے یہی نتیجہ بالکل واضح طور پر سامنے آتا ہے، مثلاً: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ فرمان کہ ”کتاب وسنت اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کے بالمقابل میری رائے کو نظر انداز کر دو۔“ (بحوالہ القول المفید للشوکانی)

اسی طرح امام صاحب کا یہ ارشاد کہ ”إذا صح الحديث فهو مذهبي“ (ردالمحتار) یعنی ”جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔“

حضرت الامام کی انہی تصریحات کے پیش نظر ان کے باکمال شاگردوں (صاحبین) نے ہمیشہ نصوص قرآن و حدیث ہی کو مقدم رکھا، یہاں تک کہ اپنے ہی استاد کے دو تہائی مسائل سے بر بنائے دلیل اختلاف کیا۔ وہ حنفی علماء بھی اسی گروہ میں شامل ہیں، جنھوں نے اس منہاج فکر و عمل کی پیروی کرتے ہوئے اتباع کتاب وسنت کو خلاف نصوص فقہی جزئیات پر ترجیح دی اور فقہی جمود، گروہی تعصب اور اندھی تقلید کے خلاف آواز بلند کی۔ ان میں حجتہ الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی خاص طور سے لائق تذکرہ ہیں۔

دوسرا گروہ جمہور احناف پر مشتمل ہے۔ یہ زبانی طور پر اپنے ائمہ متقدمین کی روش پر چلنے کا دعویٰ کرتا اور حدیث و آثار کے اخذ و قبول سے متعلق محدثین کے اصولوں کو درست قرار دیتا ہے لیکن عملاً اس سے انحراف کی راہ پر گامزن ہے۔ اس ضمن میں محترم حافظ صاحب نے عرب و عجم کے بعض حنفی علماء کی مثالیں دی ہیں کہ کس طرح ایک مقام

۱۔ اب حضرت اشیش اپنی تدریسی مصروفیات جھنگ کے مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث میں انجام دے رہے ہیں۔

پر ایک اصول کا اعتراف و اقرار کرتے اور دوسری جگہ کھلم کھلا بڑی بے دردی سے اسے پائے مال کرتے ہیں۔ یہ گروہ تقلید جلد پر کاربند ہے اور اپنے فقہی مذہب کے برخلاف احادیث کو مختلف طریقوں اور حیلوں سے رد کر دیتا ہے جس کی تفصیل مع مثالوں کے حافظ صاحب نے بیان کی ہے۔

تیسرا گروہ، دوسرے سے بھی دو قدم آگے ہے اور علانیہ طور پر محدثین کے اصول حدیث کا منکر ہے۔ اس کا اصول یہ ہے کہ فقہی مسائل کی صورت میں جن احادیث کی صحت ان کے فقہاء سے ثابت ہے وہ روایات بہ ہر صورت صحیح ہیں، خواہ محدثین اور ماہرین فن اسے ضعیف ہی کیوں نہ کہتے رہیں!! یہ طائفہ مقلدین تقلید مذموم پر بھی فخر کا اظہار کرتا ہے۔ اس طبقہ فکر کے سرخیل مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی تھے اور آج کل اس کی نمائندگی ”گھسن پارٹی“ کر رہی ہے۔

محترم حافظ صاحب کے مطابق مؤخر الذکر دونوں گروہوں سے اہل حدیث کو شدید اختلاف ہے اور اختلاف بنیادی و اصولی نوعیت کا ہے۔

ہماری رائے میں حافظ صاحب موصوف کا یہ مفصل تجزیہ اور نتیجہ تحقیق جہاں ان کی وسعت مطالعہ، دقیق نظری، سلامتی فکر اور تجزیہ و تحلیل کی بے مثال صلاحیت پر دلالت کناں ہے، وہیں حقائق و واقعات سے بھی پوری طرح ہم آہنگ ہے اور ہمیں اس سے کامل اتفاق ہے۔

اس تفصیلی تجزیے کے دوران مطالعہ یک گونہ گفتگی کا احساس بھی ہوتا ہے اور وہ یہ کہ محترم حافظ صاحب نے اس میں اتباع و تقلید اور طرز استدلال و استنباط پر گفتگو کو مرکوز رکھا ہے، عقیدہ و ایمانیات کے مباحث زیر بحث نہیں آ سکے۔ لیکن محترم موصوف کی نگاہ سے یہ نقطہ اوجھل نہیں ہونے پایا اور زیر نظر کتاب میں اس کے بعد ”عقائد علمائے دیوبند“ کا مضمون شامل کر کے اس تشنہ کامی کا سامان سیرابی بھی مہیا فرما دیا ہے۔ اس سے یہ نکتہ واضح ہو جاتا ہے کہ ایمان و عقائد میں بھی عصر حاضر کے احناف اور اہل حدیث کے زاویہ ہائے نظر میں اچھا

خاص اختلاف پایا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ احناف کے نام سے اس وقت جو مکتب فکر معروف ہے، وہ عقائد میں سرے سے امام ابوحنیفہ اور صاحبین کی تقلید کا قائل ہی نہیں، بلکہ امام ابوالحسن الاشعری اور امام ابو منصور ماتریدی کے کلامی نظریات کا حامل ہے۔ اسی بنا پر ہم محدث گوندلوی کے اس مقولہ کو انتہائی مجمل سمجھتے ہیں کہ ”اہل حدیث اور حنفیہ میں اختلاف نہ اصولی ہے نہ فروعی“۔ اس کی تفصیل وہی ہے جو حافظ صلاح الدین صاحب یوسف نے زیب قرطاس فرمادی ہے۔

اس موقع پر ہم فاضل مصنف اور ناظرین کی عنایت و توجہ اس دلچسپ بات کی جانب بھی مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ حضرت الامام محدث گوندلوی نے ”فاتحہ خلف الامام“ کے موضوع پر اپنی بے نظیر کتاب ”خیر الکلام“ میں یہ تصریح فرمائی ہے کہ ”شیعہ سنی میں اصولی اختلاف ہے، جب کہ اہل سنت کے مختلف فرقوں میں اختلاف فروعی نوعیت کا ہے۔“ ہمیں معلوم نہیں کہ ان میں سے کون تحریر مقدم ہے اور کون مؤخر؟ بنا بریں محترم حافظ صاحب سے التماس ہے کہ وہ اس بتاؤں و تخالف کی بھی توجیہ فرمائیں۔ آیا اسے نسخ پر محمول کیا جائے یا جمع کی کوئی صورت ممکن ہے یا پھر کسی ایک کو ترجیح دینا ہوگی۔

اس کے ساتھ ساتھ اگر آئندہ اشاعت میں تعلیمات دین کی اصول و فروع میں تقسیم پر محققانہ بحث کی جائے تو یہ موضوع مزید نکھر جائے گا۔ اصولی و فروعی مسائل کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں جن میں سے اکثر کو علمائے اہل سنت نے نادرست قرار دیا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ تقسیم ہی برخطا ہے کہ اصولی مسائل میں اختلاف کو تکفیر و تفسیق کی بنیاد ٹھہرایا جائے جب کہ فروعی مسائل میں اختلاف کو علی الاطلاق ردوارکھا جائے اور اس پر کوئی نکیر نہ کی جائے۔ ہماری معلومات کے مطابق محدث گوندلوی کے تلمیذ رشید مولانا حافظ عبدالسلام بن محمد رحمہ اللہ بھی اصول و فروع کی تفریق کے قائل نہیں ہیں۔

(مکالمات نور پوری)

(باقی صفحہ نمبر ۳۰ پر ملاحظہ کیجیے)

تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دوشخوں کا آنا ضروری ہے

۲۸

سامنے آیا ہے۔ مصنف بابر محمد کریم حضرت مولانا مفتی عبید اللہ خان عقیف بلوچ رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب مطالعہ، دقیق النظر محقق عالم دین ہیں۔ آپ ایک کامیاب مدرس، نکتہ رس خطیب اور قابل اعتماد مفتی ہیں۔ مجموعہ فتاویٰ محمدیہ، مولانا مفتی صاحب موصوف کی ۳۵ برس سے زائد کاوش کا مرقع ہے۔ ان کے مفصل فتاویٰ جات جماعتی رسائل مفت روزہ الاعتصام، تنظیم اہل حدیث مفت روزہ اہل حدیث مفت روزہ الاسلام، اہل حدیث (دہلی)، ترجمان اہل حدیث (دہلی)، ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور، ماہنامہ ترجمان السنۃ، مجلہ الدعوة اور مجلہ الاخوہ میں شائع شدہ ہیں۔

ان کے فتاویٰ کی تحسین و تعریف اعیان جماعت کی کثیر تعداد فرما چکی ہے۔ ان کے فتاویٰ کی خوبی ان کا مدلل، محقق، مفصل اور عام فہم اور آسان پیرایہ اظہار ہے۔

حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ کے جاری کردہ ”الاعتصام“ سے انھوں نے لکھنے کا آغاز کیا اور حضرت مولانا ہی کے فرمانے پر الاعتصام میں ان کے فتاویٰ اور علمی مضامین شائع ہوتے رہے۔ طویل عرصہ یہ سلسلہ منقطع بھی رہا۔ لیکن اب کچھ عرصے سے بطور خاص دوبارہ اپنی تحریروں سے الاعتصام کو نوازتے چلے آ رہے ہیں۔ اللہم زد فزد

حضرت مولانا مفتی عبید اللہ عقیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک جرأت مند اور حق گو عالم دین ہونے کے علاوہ مجاہد تحریک ختم نبوت بھی ہیں اور تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ان کا گراں قدر حصہ رہا ہے۔ اس سلسلے میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔

فتاویٰ محمدیہ کے مضامین کی ترتیب کچھ اس طرح رکھی گئی ہے۔

فتاویٰ محمدیہ (جلد اول)

مصنف: شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد عبید اللہ خاں عقیف

ضخامت: ۸۴ صفحات

خصوصیات: مضبوط جلد، خوب صورت ٹائٹل، طباعت، کاغذ عمدہ

ناشر: مکتبہ محمدیہ، قذافی سٹریٹ، الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

برصغیر میں فتاویٰ نویسی کی تاریخ بڑی طویل اور قدیم ہے اور اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں۔ عصر حاضر میں اہل الحدیث فکر کے ترجمان فتاویٰ کی ایک معقول تعداد سے اہل اسلام واقف ہیں۔ جن اساطین علم نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نشر و اشاعت اور عمل بالحدیث کی تدریس و ترویج میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ ان کی وساطت سے دور حاضر کے مسائل کا حل بھی رفتہ رفتہ نظر قارئین ہورہے ہیں۔

عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین زبانی و کلامی فتاویٰ دریافت فرماتے تھے۔ بعد کے ادوار میں کتاب و سنت کی جمع و تدوین کے ساتھ ان کے متعلقات، مثلاً: فقہ، اصول فقہ، اصول تفسیر و حدیث اور صرف و نحو میں بھی مسلسل ترقی ہوتی رہی اور انھیں کتابی شکل دی جاتی رہی۔ اہل حدیث اور سلفی علمائے کرام کا فتویٰ نویسی میں طریقہ و انداز مقلدین و احناف سے تقریباً مختلف رہا۔ انھوں نے فتویٰ نویسی میں کتاب و سنت، آراء و اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم، ائمہ مجتہدین اور فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال سے خوب خوب استفادہ کیا۔

زیر تبصرہ ”فتاویٰ محمدیہ“ بھی علم و آگہی کا بحر بیکراں مرتب ہو کر

”کتاب التاریخ“ اس حصے میں مولانا مفتی صاحب کے خاندانی حالات و واقعات درج ہیں۔

کتاب العقائد:

اس حصے میں عقیدے کے متعلق سوالات کے جوابات ہیں۔ عقیدہ توحید، توحید کی اقسام، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، یعنی توحید الوہیت و عبادت رب کے علاوہ شان رسالت ﷺ، مسئلہ استواء علی العرش اجماع صحابہ اور تابعین کے اقوال کی روشنی میں۔

اس کے علاوہ ساری ختم نبوت قادیانیوں کی تاریخ، ان کے مقاصد، ان کی تحریک کے اغراض اور ان کے خلاف سب سے پہلے میدان سجانے والے اہل حدیث علماء کا کردار بھی مدلل و محقق انداز میں سامنے لائے ہیں۔ بعض لدھیانوی قسم کے غالی حنفی غلط پروپیگنڈے کے ذریعے اپنے آباء کی تعریف و توصیف کرتے کرتے پڑی سے ایسے اترے ہیں کہ وہ اسلاف کرام اہل حدیث کے سرخیل علماء (سید) نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی، شیخ الاسلام ابو الوفا مولانا ثناء اللہ امرتسری (رحمہ اللہ) کی خدمات پر اپنے آباء کو فوقیت دینا چاہتے ہیں۔ مگر ان کے لیے مفتی صاحب کی تحقیق شائد عقل و خرد واپس لے آئے۔

اسی کتاب العقائد میں مفتی صاحب موصوف کے قلم گوہر بار سے شیعہ کے عقائد و خیالات سے متعلق تحقیق اور حوالوں سے مزین جوابات دیے گئے ہیں۔ اصحاب رسول ﷺ کا دفاع بھی خوب فرمایا ہے۔ اسی باب میں مسئلہ حاضر و ناظر، سماع موتی، بت پرستی و قبر پرستی، علم غیب، دست شناسی، لا دین این جی اوز کی امداد کی شرعی حیثیت، جادو وغیرہ پر سوالات کے جوابات شامل کیے گئے ہیں۔

کتاب وسنت:

قرآن حکیم کی تلاوت، نماز و احکام نماز، سوشہیدوں کے ثواب والی حدیث پر عمل وغیرہ موضوعات پر سیر حاصل فتاوے۔

کتاب البدعات:

بدعت کیا ہے؟، سنت و بدعت پر گفتگو، من گھڑت درودوں کی

حیثیت، قضا عمری کیا ہے؟، خطبہ جمعہ، عید میلادِ مروجہ کے متعلق بڑا جان دار و تفصیلی بیان و فتویٰ، اس باب میں اور بہت کچھ جدید مسائل پر فتاوے شامل ہیں۔

کتاب الطہارۃ:

طہارت کے ضمن میں سیر حاصل و مدلل فتاوے بڑی تفصیل سے اور تخریج سے بیان کیے گئے ہیں۔

کتاب المساجد:

اس باب میں مساجد اور نماز وغیرہ کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ آخر میں کتاب الاذان والاقامہ ہے۔

فتاویٰ محمدیہ کا مقدمہ خود مفتی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کے قلم حقیقت رنگ سے حضرت مفتی صاحب کی شخصیت پر ایک جاندار مضمون ص ۲۸ سے ص ۳۵ تک درج ہے۔ اسی طرح مولانا ابوالحسن مبشر احمد ربانی صاحب کا مضمون جو بڑا تحقیقی، علمی ہے۔ ص ۶۰ پر معروف شاعر حضرت علیم ناصری رحمہ اللہ کے قلم سے جناب مفتی صاحب کے لیے ایک نظم ہے جو مفتی صاحب کی شخصیت کے عین مطابق ہے۔

یہ فتاوے ہر لائبریری، ہر صاحب علم کے زیر مطالعہ رہنا چاہیے۔ ابھی اس کی پہلی جلد مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ اس کے بعد دوسری اور پھر تیسری جلد بھی آئے گی، ان شاء اللہ۔

مکتبہ محمدیہ کے ناظم جناب عبدالرحمن عابد فتاویٰ محمدیہ کی اشاعت پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ کریم اسے مقبول عام کرے اور مفتی صاحب کو صحت و تندرستی سے نوازے، آمین یا رب العالمین۔

تذکار مولانا حافظ عبدالجبار سلفی رحمہ اللہ

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

پندرہ روزہ ”صحیفہ اہل حدیث“ (کراچی) کے سابق مدیر مسئول مولانا حافظ عبدالجبار سلفی مرحوم نے یکم جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۲/اپریل ۲۰۱۳ء بروز جمعہ المبارک صبح ۹ بجے کراچی میں وفات پائی۔

بقیہ: اہل حدیث کا منہج

پیش نظر کتاب کے دیگر مندرجات بھی اگرچہ اس لائق ہیں کہ ان پر تفصیل سے اظہار خیال کیا جائے لیکن طوالت سے بچنے کی خاطر انہی معروضات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ کتاب اپنے موضوع پر انتہائی منفرد اور جامع کتاب ہے جسے ہر تحقیقی ادارے اور لائبریری کی زینت ہونا چاہیے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ اہل حدیث کے مسلک و منہج سے آگاہی حاصل ہوگی بلکہ احناف کے مختلف گروہوں کے زائوہ ہائے نگاہ اور طرز ہائے عمل کو سمجھنے میں بھی مدد ملے گی۔ نیز ارباب تقلید سے بامعنی اور مفید مباحثہ و مکالمہ میں بھی سہولت رہے گی۔

معنوی خوبیوں کے ساتھ ساتھ زیر نظر کتاب ظاہری محاسن سے بھی مالا مال ہے۔ سرورق خوب صورت، کاغذ عمدہ اور جلد بندی مضبوط ہے۔ قیمت درج نہیں تاہم جس قیمت پر بھی مہیا ہوا زما خریدنا چاہیے۔ (بہ شکر یہ ماہنامہ ”الاحیاء“)

مولانا سلفی رحمہ اللہ صحیفہ اہل حدیث کراچی کے روح رواں اور جماعت غرباء اہل حدیث کراچی کے سرکردہ راہنما تھے۔ ان کی حیات، خدمات اور آثار پر جماعت غرباء اہل حدیث نے صحیفہ اہل حدیث کا ایک خصوصی نمبر ان کی وفات کے صرف ایک ماہ بعد ہی شائع کر کے ایک خوش نما کام کر کے دکھا دیا ہے۔

اس خاص نمبر میں معاصر رسائل و جرائد سے اخذ و ترتیب کے بعد ذاتی طور پر لکھے گئے اہل قلم کے تاثرات، تعزیتی خطوط، ٹیلی فونک بیانات، خطوط اور ای میلز پیغامات بھی شائع کیے گئے ہیں۔ ۸۴ صفحات پر مشتمل یہ شمارہ حافظ عبد الجبار صاحب سلفی کی خدمات کو بہترین خراج تحسین بھی ہے۔ ان کی انتھک محنت کا اللہ کریم ان کو اجر عظیم عطا کرے۔

زیر تبصرہ خاص نمبر جلد نمبر ۹۵ کا شمارہ ۱۳، ۱۴ ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لیے خط کتابت کا پتہ درج ذیل ہے:

حضرت مولانا عبدالرحمن سلفی، امیر جماعت غرباء اہل حدیث (رجسٹرڈ)، محمدی مسجد اے ایم نمبر، محمد بن قاسم روڈ، کراچی۔

اعلان داخلہ

محدود نشستیں

خصوصیات و امتیازات

- پانچ سالہ درس نظامی (ایف۔ اے، بی۔ اے کی تعلیم (لائی) کیپیڈر تعلیم) محنتی اور قابل شاف پرسکون اور صاف ستھرا تعلیمی ماحول
- نحو و صرف کے اجراء اور ادب و انشاء کی طرف خصوصی توجہ طلباء کی تفریری و تلیغی تربیت کیلئے ہفتہ وار بزم ادب اور ماہانہ مناظرہ و مقابلہ جات کا اہتمام
- پرسکون لائبریری اور اخبارات و رسائل کا انتظام درسی کتب کی مفت فراہمی و علاج معالجہ بہترین معیاری قیام و طعام کا انتظام
- لوڈ شیڈنگ کا متبادل انتظام کھیل اور سیر و تفریح کیلئے وسیع و عریض پارک پہلے بیچ میں 31 طلباء کی خوش اسلوبی سے کامیاب فراغت
- نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء کے لیے خصوصی انعامات اور ماہانہ سکالرشپ
- وفاق المدارس کے امتحانات کا اہتمام

میتزک پاس طلباء داخلہ کے اہل ہیں۔

شوال 1434ھ کے آخر تک جاری رہے گا۔

داخلہ

مولا محمد شفیع مدنی حفظہ

J3/504 جوہر ٹاؤن نزد ایکسپریس لائن

0300-4458717, 0331-4597493

ایفیس رائٹ

مولانا عبد الحمید رحمانی (انڈیا) کا سانحہ ارتحال

انڈیا کے معروف عالم دین مولانا عبد الحمید رحمانی (صدر ابوالکلام آزاد اسلامک اوکیٹنگ سنٹری نئی دہلی) بروز منگل ۲۰ اگست صبح ۶:۳۰ بجے بہ عمر ۷۳ برس اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کے پس ماندگان میں آپ کی اہلیہ، ۵ صاحب زادے: عبد السلام رحمانی، احمد رحمانی، اسماعیل رحمانی، محمد رحمانی، عبد اللہ رحمانی اور ایک صاحب زادی کے علاوہ کافی تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے اور نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

مولانا عبد الحمید رحمانی کافی عرصہ سے علیل تھے اور سنٹر کے خدیجہ نیشنل ہسپتال دریا گنج نئی دہلی میں زیر علاج تھے۔ مولانا رحمانی کا انتقال قوم و ملت کے لیے اک دل دوز سانحہ ہے۔ آپ عزم و ہمت کے پیکر، ارادے کے دھنی اور بلند حوصلے والی عہد ساز شخصیت تھے۔ قوم و ملت کی خدمت میں آپ نے نہ کبھی آرام کی فکر کی اور نہ تکان کی، نہ دن دیکھنا رات۔ نہ صحت کی پروا کی، نہ بیماری کو آڑے آنے دیا۔

آپ کا پورا نام عبد الحمید بن عبد الجبار رحمانی ہے۔ آپ کی پیدائش مشرقی اتر پردیش کے ضلع سدھارتھ نگر کے ایک گاؤں تندوا میں ۱۹۴۰ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم ضلع بستی کے مختلف مدارس (جامعہ شمس العلوم سہرا اور بحر العلوم انٹری بازار) اور گوڈا (جامعہ سراج العلوم بوڈ بہار) میں حاصل کی اور ۱۹۶۲ء میں جامعہ رحمانیہ بنارس سے فضیلت اور ۱۹۷۰ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ سے ”کلیہ اصول الدعوة والدین“ سے بی اے (آنر) کیا۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ نے جامعہ رحمانیہ بنارس میں ۴ سال اور جامعہ سفیہ بنارس میں ۲ سال مختلف علوم و فنون کی تدریس کے فرائض انجام دیے۔ تدریسی ذمے داریوں کے علاوہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی نظامت اور جمعیت کے آرگن ”ترجمان“ کی ادارت بھی سنبھالے رکھی۔

۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۷ء تک آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم اعلیٰ رہے۔

ترجمان کی ادارت کے دوران آپ نے حج و عید الاضحیٰ اور مسلم پرسنل لاء بورڈ پر ترجمان کے خصوصی شمارے شائع کیے۔ آپ نہ صرف اردو بلکہ عربی زبان کے ایک عظیم خطیب تھے اور بلا مبالغہ اپنے دور میں تاریخ اہل حدیث کے عظیم عالم تھے۔ خطابت کے ساتھ قلم سے بھی آپ کا گہرا رشتہ تھا۔ مختلف موضوعات پر آپ کے مضامین و مقالات ترجمان، التوعیۃ اور التبیان میں شائع ہوتے رہے۔ نیز ”زواہج فی وجہ السنۃ قدیما و حدیثا“ پر عربی میں اور زاد المعاد (اردو ترجمہ) پر اردو میں آپ نے جو مقدمات لکھے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

مولانا عبد الحمید رحمانی متعدد اداروں اور تنظیموں سے وابستہ رہے۔ وہ جنرل سکرٹری، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، بانی و صدر جمعیتہ الشبان المسلمین بنارس، معاون سکرٹری مسلم مجلس مشاورت ہند، رکن کل ہند مسلم پرسنل لاء بورڈ، رکن کل ہند علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ایکشن کمیٹی، رکن دینی تعلیم کونسل اتر پردیش، رکن مجلس الثقافہ والتربیۃ الاسلامیہ جامعہ نگر نئی دہلی، رکن مجلس عاملہ ایجوکیشنل ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن نئی دہلی، جنرل ایڈوائزر، جامعہ دارالسلام عمر آباد تامل ناڈو، رکن مرکزی ایڈوائزر، حج کمیٹی حکومت ہند، رکن مانتاریٹی کمیٹی حکومت ہند۔

آپ نے سعودی عرب، مصر، ملیشیا، امریکا، انگلینڈ، سنگاپور، سری لنکا اور بنگلہ دیش وغیرہ کی مختلف کانفرنسوں میں شرکت کی۔ جولائی ۱۹۸۰ء میں آپ نے نئی دہلی مشہور علاقہ جوگابائی، جامعہ نگر (اوکھلا) میں ”ابوالکلام آزاد اسلامک اوکیٹنگ سنٹری دہلی“ کی بنیاد ڈالی جو ایک علمی، دعوتی، تصنیفی، تحقیقی اور رفائی ادارہ ہے۔ جس کے تحت دہلی اور بیرون دہلی ملک کے مختلف علاقوں میں تقریباً دو درجن سے زائد اداروں کی آپ سربراہی فرما رہے تھے۔ جن میں جامعہ اسلامیہ سنابل، معبد عثمان بن عفان تحفیظ القرآن الکریم جوگابائی، عائشہ صدیقہ شریعت کالج جوگابائی، خدیجہ الکبریٰ گرلز پبلک اسکول جوگابائی، معبد عمر بن الخطاب اور معبد علی بن ابی طالب لکھنؤ سر فہرست ہیں۔ آپ کے تعلیمی میدان میں زندہ جاوید کارناموں کو برسوں یاد رکھا جائے گا۔

اللہم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه وأدخله الجنة وأعذه من فتنۃ القبر وعذاب النار۔

نوٹ: یہ معلومات ”محدث فورم“ سے لی گئی ہیں۔

دینی تعلیم کے ساتھ
میٹرک سائنس

کرنے والا اقامتی ادارہ

(مدارسہ الحرمین)

الفیصل اسلامک سنٹر

طلباء و طالبات کیلئے دینی و عصری تعلیم ساتھ ساتھ

مراحل تعلیم کے برائے طلباء



10 سوال سے

داخلہ

جاری ہے

عربی و انگلش بول چال
تحریر و تقریر کی عملی مشق
کردار ساز تربیتی ماحول
خواہ صورت لائبریری، مشفق اساتذہ

1 پرائمری پاس بچوں کیلئے تین سال میں حفظ القرآن کے ساتھ ساتھ مڈل

2 حفظ القرآن کی تکمیل کرنے والے طلبہ کے لیے ایک سال میں منزل پختگی، تجوید + مڈل

3 مڈل پاس حفاظ و غیر حفاظ کیلئے میٹرک کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم (درس نظامی)

4 میٹرک پاس طلباء کیلئے ایف اے بی اے کے ساتھ دینی تعلیم (درس نظامی)

برائے طالبات (صرف مقامی طالبات کیلئے)
میٹرک پاس طالبات کیلئے ایف۔ اے، بی اے، ایم اے کے ساتھ
مکمل دینی تعلیم (وفاق المدارس السلفیہ کے سلیبس کے مطابق)

آئیں اپنے بچوں کو وہ تعلیم دلوائیں جس سے ہم دنیا و آخرت میں اللہ کی رحمتوں کے حقدار بن سکیں دنیا کی رنگینی کے دھوکوں اور شیطانی چالوں اور دجالی فتنوں سے خود کو بھی اور اپنی اولادوں کو بھی بچائیں

جامع مسجد الغیصل

379- آر بلاک جوہر ٹاؤن لاہور
0331-4506014, noman.lakhvi@yahoo.com

مدیر الفیصل اسلامک سنٹر

نائب نایب الخیر

الدینی اعلیٰ مجلس

طلباء علوم الحدیث کیلئے خوشخبری

۳۳

بفضل اللہ تعالیٰ و توفیقہ جامعہ سلفیہ اسلام آباد میں نئے تعلیمی سال کے آغاز پر شخص فی علوم الحدیث والا افتاء زیر نگرانی فضیلۃ الشیخ حافظ **عبدالحمید ازہر** حفظہ اللہ تعالیٰ آغاز ہو رہا ہے جس میں کبار اہل علم حضرات تدریس کے فرائض انجام دیں گے دینی مدارس و جامعات کے فارغ التحصیل حضرات کیلئے استفادہ کا سنہری موقع ہے درخواستیں 27 اگست 2013 تک جمع کروا سکتے ہیں

مشائخ حضرات برائے تدریس

* فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سمیل حسن حفظہ اللہ * فضیلۃ الشیخ ابراہیم ظلیل الفضلی حفظہ اللہ
* فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر حافظ محمد انور حفظہ اللہ * فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر اسماعیل محمد امین حفظہ اللہ

یاد رہے کہ
آٹھویں سال میں پڑھنے والے طلباء کو
ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔

مشائخ حضرات برائے توسیعی محاضرات

اس سال جامعہ میں بخاری شریف پڑھنے
والے بیرونی طلباء کو خصوصی طور پر داخلے کی
اجازت دی جارہی ہے۔

فضیلۃ الشیخ پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی حفظہ اللہ • فضیلۃ الشیخ حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ • فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر فریح الرحمن القرشی حفظہ اللہ
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد عارف حفظہ اللہ • فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالقادر گندل حفظہ اللہ • فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر مہدی اللہ حفظہ اللہ
فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ • فضیلۃ الشیخ رشاد الحق اثری حفظہ اللہ • فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر ہمام عبداللہ القریشی حفظہ اللہ الریاض

نوٹ داخلہ تحریری امتحان اور انٹرویو کی بنیاد پر ہوگا (ن شاہ)

ڈاکٹر حافظ طاہر محمود، حافظ شیخ محمد شفیق صدر و اراکین جامعہ سلفیہ ٹرسٹ

الداعی الی الخیر

H-8/1 اسلام آباد۔ فون: 0321-5745096، 051-4432271-2

حضرت مولانا محمد رفیق سلفی (راہوالی والے) انتقال فرما گئے

إنا لله وإنا إليه راجعون

حضرت مولانا محمد رفیق سلفی صاحب (خطیب جامع مسجد سلفیہ اہل حدیث جی ٹی روڈ راہوالی ضلع گوجران والا) ۲۲ اگست ۲۰۱۳ء بروز جمعرات علی الصبح قضائے الہی سے وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔
حضرت مولانا سلفی رحمہ اللہ عالم باعمل، مسلک اہل حدیث کے مبلغ، مناظر اور فرقی باطلہ کے رد میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ خصوصاً مرزائیت کے خلاف انھوں نے بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔ کئی ایک افراد ان کی تبلیغ سے متاثر ہوئے اور انھوں نے فرقی باطلہ سے توبہ کر کے مسلک اہل حدیث قبول کیا۔ حضرت مولانا محمد رفیق سلفی رحمہ اللہ نے تبلیغ دین کی خاطر کئی ایک پمفلٹ اور کتاہچے بھی تحریر کیے اور اس سلسلے میں ان کے مضامین بھی جماعتی رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہے۔

مولانا سلفی رحمہ اللہ مسلک اہل حدیث کی تبلیغ اور خطابت میں بھی خاص مقام کے حامل تھے۔ ان کے ایک بیٹے حافظ عتیق الرحمان صاحب اپنی مسجد میں صبح کی نماز پڑھاتے کئی سال قبل نوجوانی کی عمر میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہو گئے تھے۔ ان کے علاوہ ان کے تین بیٹے ہیں جو سب کے سب کاروبار بھی کرتے ہیں اور دینی خدمات بھی انجام دیتے ہیں۔

مولانا سلفی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ حضرت مولانا حافظ عبدالستار حامد صاحب نے پڑھائی۔ راہوالی کے گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کی گراؤنڈ میں جنازہ ہوا۔ ہزاروں افراد ان کے جنازے میں شامل تھے۔

دعا ہے اللہ کریم مولانا سلفی رحمہ اللہ کی مغفرت فرمائے ان کے لواحقین اور راہوالی جماعت کو صبر جمیل سے نوازے، آمین۔

ادارہ الاعتصام مولانا سلفی رحمہ اللہ کے لواحقین کے غم میں شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا کرے، آمین یا رب العالمین۔

اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه وأدخله الجنة الفردوس ، آمین .

(ادارہ الاعتصام)